لا الہ الا اللہ

قال اللہ تبارک و تعالیٰ و علامات و بالنجم ہم یہتدون

محمد رسول اللہ

# رسالہ النجم لکھنؤ

جلد ۵ — ۱ رجب سنہ ۱۳۳۰ — ۷ جولائی سنہ ۱۹۱۲ — نمبر

## فہرست مضامین

## قواعد رسالۂ النجم

(۱) یہ رسالہ مہینہ مین دوبار یعنی ہر ہجری مہینے کی ۷ و ۲۲ تاریخ کو انشاء اللہ شائع ہوا کریگا -

(۲) رسالہ کا خاص حجم علاوہ اشتہارات وغیرہ کے عموماً ۲۴ صفحہ کا ہوگا اور عند الضرورۃ اس سے زیادہ بھی ہوسکیگا -

(۳) عام چندہ موافق ذیل کے ہوگا اور خاص طور پر جس کو جو توفیق ہو -

| | |
|---|---|
| سالانہ | سے |
| شش ماہی | ؏ |
| سہ ماہی | عہ |

ممالک غیر سے صرف بقدر زیادتی محصول ڈاک اضافہ کرلیا جائیگا -

(۴) چندہ بہر حال پیشگی لیا جائیگا -

(۵) رسالہ کا آغاز سال ماہ محرم سے ہوگا -

(۶) جو اصحاب درمیان سال مین خریداری کرینگے اگر نصف سال نہوا ہوگا تو انکی خدمت مین محرم سے اُسوقت تک کے کل رسائل بھیجکر شروع سال سے انکو خریدار سمجھا جائیگا اور بعد نصف سال کے انکو اختیار ہوگا چاہے شروع سال سے اپنی خریداری قائم کرائین اور چاہے صرف بقیہ دنون کی قیمت موافق نقشہ قیمت النجم کے بھیجدین -

(۷) جو صاحب مستقل خریدار النجم کے دین انکو اختیار ہوگا چاہین ایک سال کے لیے اپنے نام رسالہ جاری کرائین چاہے ۳ روپیہ قیمت کی کتاب دفتر النجم سے لیلین -

(۸) قدیم خریداران النجم کو ہر سال ایک کتاب ۲ روپیہ قیمت کی انعام مین دیجائیگی

## مقاصد رسالہ النجم

النجم کا اصلی مقصد حمایت اسلام و نصیحت مسلمین ہے مسلمانوں کے عقائد و خیالات خصائل و عادات عبادات و معاملات کی اصلاح اور اتباع شریعت حقہ محمدیہ (علی صاحبہا الصلوۃ والسلام) کی ترغیب اور مخالفت شریعت سے حتی الامکان بچانا -

ان پاکیزہ مقاصد کے حاصل کرنیکے لیے حسب ذیل عنوانات اختیار کیے گئے ہین -

(۱) زہد و رقائق جسکو دوسرے الفاظ مین مضامین تصوف کہہ لیا جائے - اس ذیل مین انشاء اللہ تعالی بہت سے عبرت انگیز واقعات بزرگان دین کے اور بہت سے مفید و موثر نصائح و حالات ہدیۂ ناظرین ہونگے -

(۲) اہل علم کی مراسلت جو خاص خاص مذہبی مسائل سے متعلق ہو -

(۳) غیر مذہب کے اندرونی و بیرونی حملوں سے اسلام کی حفاظت اور اسلام کی حقیقت کا تمام مذاہب پر اظہار -

(۴) ہر پرچہ مین کچھ حصہ چیدہ چیدہ اسلامی خبرون کا بھی ہوگا خبرین جہانتک ممکن ہوگا کامل تحقیقات کے بعد لکھی جاینگی

(۵) ہر سال جو کتاب انعام مین تجویز کیجائیگی وہ انشاء اللہ تعالی بیشتر و اکثر سلف صالحین مین سے کسی کی مستند و مفید تصنیف کا ترجمہ ہوگی

### نرخنامہ طبع اشتہار و مضامین خاص

| تعداد | ماہوار | سہ ماہی | شش ماہی | سالانہ |
|---|---|---|---|---|
| نصف کالم | ے | ۂلے | للعہ | للعہ |
| ایک کالم | عہ | للعہ | عہ | للعہ |
| پورا صفحہ | لعہ | عہ | ص | للعہ |

اتفاقی اشتہار فی سطر کالم ۴ر اجرت ضمیمہ حسب بشرطیکہ قواعد ڈاکخانہ کے خلاف نہو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

# النجم لکھنؤ یوم یکشنبہ

## ۲۱ - رجب سنہ ۱۳۳۰ھ

رجب کا مہینا تو اب قریب ختم ہے اور شعبان کے مہینہ کا آغاز ہونے چاہتا ہے اور نہایت ضروری ہے کہ قبل از وقت اس مہینہ کے کچھ ضروری اعمال اور نہایت ضروری فرائض سے برادران اسلامی کو آگاہ کیا جائے شاید کوئی سعادتمند انسے فائدہ اٹھانیکا قصد کرے اور احکام خداوندی جلشانہٗ پر عمل کرکے خود بھی مثاب ہو اور اس ناچیز کیلئے بھی موجب ثواب بنے لہذا اسوقت ماہ شعبان ہی کے کچھ احکام لکھے جاتے ہین۔

## ماہ شعبان

حدیث شریف مین آیا ہے کہ اس مہینہ کا نام شعبان اسوجہ سے رکھا گیا ہے کہ اسمین روزہ رکھنے والون کیلئے خیر کثیر کا انشعاب ہوتا ہے یعنی انکو بہت ثواب ملتا ہے۔ یہ حدیث رافعی نے اپنے تاریخ مین حضرت انس سے روایت کی ہے۔

**قانون کلی** حدیث شریف مین آیا ہے کہ ورع کا مرتبہ عبادت سے زیادہ ہے یعنی خدا و رسول کی منع کی ہوئی چیزون سے اپنے کو محفوظ رکھنے مین زیادہ ثواب ہے بہ نسبت اس ثواب کے جو خدا و رسول کی حکم دی ہوئی چیزون کے بجالانیمین ملتا ہے۔ آیات قرآنیہ کے فحوی سے بھی جابجا اس حدیث کے مضمونکی تائید ہوتی ہے قولہ تعالی ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم بتحقیق تم مین سے اللہ کے نزدیک وہی زیادہ بزرگ ہے جو زیادہ متقی ہو اتقاکم اعبدکم نہ فرمایا اس سے ظاہر ہوا کہ تقوی کا مرتبہ زیادہ ہے اور تقوی گناہون سے بچنے ہی کو کہتے ہین یہی مضمون جو اس حدیث و آیت سے ثابت ہوا ہر زمانہ مین عقلای عالم کا اتفاقی و اجماعی مسالہ ہے چنانچہ حکمانے یہ قاعدہ کلیہ قرار دیا ہے دفع المضار اولی من جلب المنافع یعنی نقصان پہونچانے والی اشیا کو دور کرنا زیادہ بہتر ہے بہ نسبت فائدہ پہونچانے والی اشیا کے حاصل کرنیکے۔ اس قاعدہ کلیہ کو فقہای کرام بھی

بجا بجا اپنے استنباطات مین ذکر فرماتے ہین اور ہر انسان اپنی عقل سے بھی اسبات کو سمجھ سکتا ہی کہ مقوی غذاؤن کا استعمال اسقدر ضروری نہین ہی جسقدر سمی چیزونسے بچنا ضروری ہی خصوصًا مریض کو۔ بالکل یہی حالت اوامر و نواہی کی ہی اوامر خداوندی مثل مقوی غذاؤنکے ہین جو روحانی زندگی و صحت کو قوت دیتی ہین اور نواہی خداوندی مانند سمیات کے ہین جنسے روحانی زندگی اور صحت مین فرق آتا ہی۔ یہی وجہ ہی کہ اصول فقہ مین نعیین متعارضین مین حاظر کو مبیح پر ترجیح دی ہی جہان کہین کوئی فعل بدعت و استحباب مین دائر ہوا یعنی ایک دلیل سے اسکا بدعت ہونا معلوم ہوا اور دوسری دلیل سے اسکا مستحب ہونا ظاہر ہوا فقہا نے اس فعل کی ممانعت ہی فرمائی اسکے استحباب کا ہرگز فتوی نہ دیا۔

پس سعادتمند کا پہلا فرض یہ ہی کہ جب احکام خداوندی کا علم سیکھنے لگے تو ممنوعات شرعیہ کے سیکھنے کو واجبات کے تعلم پر مقدم کرے اور عمل کرتے وقت بھی اسکا لحاظ رکھے اگر ایک شخص پنجوقتی نماز و نجگانہ سوا ایک رکعت نفل بھی نہین پڑھتا رمضان کے روزون کے علاوہ ایک روزہ بھی نہین رکھتا زکوۃ مفروضہ کے علاوہ ایک پائی کبھی راہ خدا مین نہین خرچ کرتا غرض تمام فرائض کا پابند ہی اور نوافل کا تارک ہی مگر ممنوعات سے بچنے کا بڑا اہتمام کرتا ہی شراب نہین پیتا زنا نہین کرتا جھوٹ نہین بولتا کسی کو ایذا نہین پہونچاتا اسیطرح تمام ممنوعات سے اپنے کو محفوظ رکھتا ہی بلاشبہہ و بلاشک یہ شخص عند اللہ بدرجہا اس شخص سے فائق ہی جو فرائض کے علاوہ نوافل کے ادا کرنے مین بھی سرگرم ہو کوئی نماز مسنون و مستحب اس سے چھوٹنے نہ پاتی ہو کوئی روزہ مسنون و مستحب اس سے ترک نہ ہوتا ہو مگر ممنوعات سے بچنے کا اہتمام نکرتا ہو۔

الغرض ہر زمانہ کے اعمال و عبادات سے اس زمانہ کے ممنوعات و محرمات کیطرف زیادہ توجہ چاہیئے خصوصًا جبکہ وہ ممنوعات اس زمانہ کیساتھ کچھ خصوصیت رکھتے ہین یعنی اس زمانہ مین انکا ارتکاب رائج ہو رہا ہو۔

لہذا نہایت ضروری ہی کہ اس ماہ شعبان کے مختصر فضائل بیان کرنیکے بعد اسمین جو ممنوعات رائج ہین انکا ذکر اُن اعمال و عبادات سے پہلے کیا جائے جو اس مہینہ مین مسنون ہین۔

ماہ شعبان خاصکر اسکی پندرھوین شب یعنی وہ شب جو چودھوین دن کے بعد آتی ہی ایسی باعظمت ہی کہ اسکا تذکرہ نہ صرف احادیث مین بلکہ آیت قرآنی مین بھی ہے

ماہ شعبان اور شب براءت کے فضائل

(۱) صحیحین مین ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جس کثرت کے ساتھ ماہ شعبان مین روزے رکہتے تھے اسقدر کسی دوسرے مہینہ مین نہ رکھتے تھے مگر اپنے اصحاب سے فرماتے تھے کہ تم اسی قدر عبادت کرو جس قدر تمپر شاق نہو۔

(۲) سنن نسائی مین ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس مہینہ کی فضیلت سے لوگ غافل ہین اس مہینہ مین بندون کے اعمال رب العالمین کے سامنے پیش کئے جاتے ہین لہذا مین چاہتا ہون کہ میرا عمل اس حالت مین پیش ہو کہ مین روزہ دار ہون۔

(۳) احادیث مین وارد ہوا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شعبان کی چودھوین شب مین تمام سال کے کامون کا انتظام ہو جاتا ہی جتنے لوگ زندہ رہنے والے ہین اور جو مرنے والے ہین اور جو لوگ جو جو عبادتین کرنے والے ہین سب اس مہینہ مین لکھ لیئے جاتے ہین پھر اسکے خلاف نہین ہوتا (اسی وجہ سے اس شب کو شب براءت کہتے ہین) ماثبت بالسنہ

(۴) نیز احادیث مین وارد ہوا ہی کہ حضرت نے فرمایا اس شب مین حق تعالے آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہی (یعنی شروع شب سے اخیر شب تک ورنہ آخر شب مین تو ہمیشہ نزول اجلال ہوتا ہی حق تعالی کا نزول ایک مقام سے دوسرے مقامات کی طرف مثل ان آیات تشابہات کے ہی جن مین حق تعالی کیلئے منہ اور ہاتھ وغیرہ کے الفاظ وارد ہوئے ہین اہل سنت کا مسلک ان تشابہات مین یہ ہی کہ وہ کہتے ہین کہ ان الفاظ کے معنے ہم کو معلوم ہین مگر ان کی کیفیت ہم کو معلوم نہین) اور ہر گنہگار کو بخشدیتا ہی بشرطیکہ وہ مشرک نہو اور اسکے دل مین کسی کا کینہ نہو۔ ماثبت بالسنہ

(۵) آیہ کریمہ فیہا یفرق کل امر حکیم (ترجمہ اسی برکت والی رات مین تمام حکمت کے کامون کا انتظام کیا جاتا ہی) کی تفسیر مین ائمہ مفسرین نے لکھا ہی کہ برکت والی رات سے ماہ شعبان کی چودھوین شب مراد ہی اسکے متعلق روایتین بھی نقل کی ہین۔ معلوم ہوا کہ یہ مہینہ خاصکر اسکی چودھوین رات نہایت عظمت و برکت کا زمانہ ہی جس کا

مقام ہو جہان کے مسلمان ان دونون محرمات قبیحہ کا ارتکاب نکرتے ہون جہان شب برات آئی مسلمانو نکے مکانات مین بلکہ بعض مقامات مین مساجد مین بھی دیوالی کیطرح بکثرت چراغ روشن کر دیے گئے دیوارونپر چراغونکی باڑھ رکھی ہوئی ہر کوٹھی طاق چراغ سے خالی نہین ہر کوٹھے چراغونکی کثرت سے جگمگا رہے ہین اور آتشبازی کو تو کچھ نہ پوچھیے ہر شخص اپنی حیثیت کے موافق اپنی کمائی کا معقول حصہ آگ مین پھونکتا ہر جسکے گھر مین کھانیکو میسر نہین وہ بھی اپنے بچونکو کہین سے قرض وام کرکے دو چار پیسہ کی آتشبازی ضرور منگا دیگا مسلمان بچونکو اس مہینہ کے آنیکی جسقدر خوشی ہوتی ہر عید کی بھی نہین ہوتی امیرونکے بچے تو چاند دیکھتے ہی اس کار خیر کی ابتدا کر دیتے ہین اور خاص اس رات مین تو سیکڑون روپیہ پر پانی پھر جاتا ہے اس زمانہ مین باہم اعزہ و اقارب مین آتشبازی بطور تحفہ کے بھیجی جاتی ہر غرض کہانتک اس رسم کی پابندی کا ذکر کیا جائے اب دیکھیے خدا اور رسول کا اس فعل قبیح کی نسبت کیا ارشاد ہوتا ہر بلا شک یہ فعل اسراف کی حد مین داخل ہر جسکی نسبت خداوند عالم کا ارشاد ہر کہ ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین وکان الشیطان لربه کفورا بیشک فضول خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی (یعنے اسکے مثل) اور شیطان اپنے پروردگار کا ناشکر ہر اس فعل قبیح کی مذمت مین حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ نے ماثبت بالسنہ مین جو کچھ لکھا ہر مناسب ہر کہ اس مقام مین نقل کر دیا جائے کیونکہ وہ بہت کافی و وافی ہر۔

وہ فرماتے ہین۔ ومن البدع الشنيعة ما تعارف الناس في اكثر بلاد الهند من ايقاد السرج ووضعها على البيوت والجدران وتفاخرهم بذلك اجتماعهم للهو واللعب بالنار واحراق الكبريت فانه مما لا اصل له في الكتب الصحيحة المعتبرة بل ولا في غير المعتبرة ولم يرد فيها حديث لا ضعيف ولا موضوع ولا يعتاد ذلك في غير بلاد الهند من الديار العربية من الحرمين الشريفين زادهما الله تعظيما وتشريفا ولا في غيرهما ولا في البلاد العجمية ما عدا بلاد الهند بل عسى ان يكون ذلك وهو ظن الغالب اتخاذا من رسوم الهنود في ايقاد السرج للدوالي فان عامة الرسوم البدعة الشنيعة بقيت من ايام الكفر في الهند وشاعت في المسلمين بسبب المجاورة والاختلاط واتخاذهم السراري والزوجات من النساء الكافرات قال بعض المتاخرين من العلماء ان استحداث السرج الكثيرة في الليالي المخصوصة من البدعة الشنيعة فان كثرة الوقيد زيادة على الحاجة لم يرد باستحبابه اثر في الشرع في موضع قال قال علی بن ابراہیم

واول حدوث الوقید من البرامکة وکانو عبدة النار فلما اسلموا ادخلوا فی الاسلام مایموہون انہ من سنن الھدی ومقصودہم عبادۃ النیران حیث سجدوا مع المسلمین الی تلک السرج وقد جعلہا جہلۃ الائمۃ للمساجد مع نحو صلوۃ الرغائب شبکۃ لجمع العوام وطلب الریاسۃ والتقدم وملاء بذکرہا القصاص مجالسہم ثم انہ تعالی اقام ائمۃ الھدی فی سعی ابطال امثال ہذہ المنکرات فتلاشی امرہا وتکامل ابطالہا فی البلاد المصریۃ والشامیۃ فی الاوائل المائۃ الثامنۃ ترجمہ نہایت بری بدعتون سے ہی جو لوگون نے اکثر بلاد ہند مین رواج دیا ہی چراغون کا روشن کرنا اور انکا گھرون اور دیوارون پر جلانا اور اسپر فخر کرنا اور آگ سے کھیلنے اور گندھک جلانے کیلئے مجمع کرنا کتب صحیحہ معتبرہ بلکہ غیر معتبرہ مین بھی اسکی کچھ اصل نہین اور اسکی بابت کوئی حدیث مروی نہین نہ ضعیف نہ موضوع اور بلاد ہند کے علاوہ اور کہین اس بدعت کا رواج بھی نہین نہ بلاد عربیہ مین مثل حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا وتعظیما کے نہ بلاد عجمیہ مین بلکہ ظن غالب یہ ہی کہ یہ بدعت ہندوونکی اس رسم سے لیگئی ہی جو وہ دیوالی مین چراغ روشن کیا کرتے ہین اکثر بدعات شنیعہ اسی قسم کی ہین کہ زمانہ کفر سے ہندوستان مین باقی رہگئین اور بسبب مجاورت اور اختلاط کے اور نیز اس وجہ سے کہ مسلمانون نے یہان کی کافر عورتون کو لونڈی بناکر اپنے پاس رکھا اور بعض عورتون سے نکاح کیا وہ بدعتین مسلمانون مین سے رواج پاگئین۔ بعض علمائے متاخرین نے لکھا ہی کہ خاص خاص راتون مین بکثرت چراغ جلانا نہایت قبیح بدعتون مین سے ہی اسلیئے کہ حاجت سے زیادہ روشنی کرنے کیلئے کوئی سند شرع مین کسی مقام مین وارد نہین ہوئی۔ علی بن ابراہیم نے کہا ہی کہ اس روشنی کی ابتدا برامکہ کے زمانہ سے ہوئی وہ لوگ آتش پرست تھے جب اسلام لائے تو انھون نے اسلام مین بھی وہ باتین داخل کردین جنکی بابت لوگونکو سنت ہدی ہونیکا شبہہ دلایا گیا مقصود انکا یہ تھا کہ مسلمانونکے ساتھ نماز پڑھین مگر چراغ آگے جلاکر اسی آگ کی عبادت کی نیت کرین سجدہ کرین جاہل اماموں نے نماز رغائب کیطرح اس چیز کو بھی عوام کے جمع کرنے اور اپنی سرداری اور پیشوائی کے واسطے انکا ایک جال بنالیا اور واعظون نے بھی اپنی مجلسونمین بیان کرنا شروع کردیا بعد اسکے حق تعالی نے ائمہ ہدی کو ان منکرات کے مٹانے مین کوشش کرنے کیلئے قائم فرمایا چنانچہ انھون نے ان

بدعتون کو زیر و زبر کردیا اور بلاد مصر و شام سے تو آٹھوین صدی کے اوائل مین اسکی جڑ کٹ گئی تھی جبکہ ختم ہوا

دیکھا آپنے یہ کیسی سخت بدعت اور کیسا سخت گناہ ہی جو قطع نظر اس سے کہ شرعاً ممنوع ہی کفار کی یادگار ہی

اور انہین کے فریب سے مسلمانون مین اسکا رواج ہوا ہی۔ ہی کوئی خدا کا بندہ جو اس رسم قبیح کی بیخکنی

کیلئے کمر ہمت چست باندھے اور محض اللہ و رسول کی خوشنودی کیلئے مسلمانون سے اس فعل

بد کو ترک کرانے کیلئے کوشش کرے۔ ملاء اعلی کے قدوسی اس کو دعائین دینگے اور امن و

سکینہ کے فرشتے اسپر نازل ہونگے جیساکہ حق تعالی نے قرآن کریم مین اسکی خبر دی ہی۔

غور کرنے کا مقام ہی کہ جب ہم اپنے بچون کو ابتدا ہی مین احکام شرعیہ کی خلاف ورزی کا عادی

بنا دینگے تو اسکا کیا نتیجہ ہوگا پھر کیا ہم انسے امید رکھ سکتے کہ وہ بڑے ہوکر پابندی شریعت

کے نمونہ بنینگے اور کیا ہم یہ توقع کرسکتے ہین کہ وہ ہمارے لیے باقیات صالحات ہونگے ؎

ہر آنکہ تخم بدی کشت و چشم نیکی داشت

دماغ بیہدہ پخت و خیال باطل کرد

اگر مسلمان اسکو سمجھین اور خلاف ورزی احکام خداوندی کو سہل انکاری کی نظر سے نہ دیکھین

تو اس رسم قبیح کا مٹ جانا کوئی بڑی بات نہین ہی۔ کسقدر فضول روپیہ اس بیہودہ کام مین

آگ کی نذر ہوجاتا ہی کاش وہ کسی اور مفید دینی یا دنیاوی ضرورت مین اٹھایا جائے۔

آتشبازی مین علاوہ اس قباحت شرعی کے تجربہ سے جو جو نقصان ثابت ہوئے ہین بحد و

بیشمار ہین مینے بچشم خود ایسے لوگون کو دیکھا ہی جنکو اس بیہودہ کھیل سے جسمانی مضرتین پہونچین

کسی کا ہاتھ ندارد کسی کی آنکھ غائب یہانتک کہ بعض لوگونکی جانین بھی تلف ہوئین۔

یا اللہ مسلمانونکو سمجھ اور توفیق دے آمین۔

(باقی آیندہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# ایڈیٹر صاحب رسالہ شیعہ
# کی
# دلیری و مشاقی کا تازہ نمونہ

رسالہ شیعہ نمبر ۶ جلد ۹ جو ابھی حال مین شائع ہوا ہو ارباب ذوق کے دیکھنے کے قابل ہو یہ نمبر بھی اُن نمبرون سے کچھ کم لطیف نہین ہو جنمین محرمات سے نکاح کا مضمون اور عبد السبحان کا مضمون اور میری دعوت مناظرہ کا مضمون وغیرہ وغیرہ نکل چکا ہو بلکہ انصاف سے دیکھا جائے تو یہ تازہ نمبر بہت زیادہ تحسین و آفرین کے قابل ہو کیونکہ باوجودیکہ کامل تجربہ ہو چکا کہ النجم کے مقابلہ مین آپکا نتیجہ سوا ذلت و رسوائی کے اور کچھ نہین ہو پھر بھی ہمت عالی مین فرق نہین آیا اور سال مین دو ایک مرتبہ یہ ولولہ پیدا ہی جاتا ہی۔

ایڈیٹر صاحب رسالہ شیعہ کے اس تازہ نمبر مین ایک مضمون بجواب النجم رقم فرمایا گیا ہو جس کو دیکھکر بے اختیار اس شعر کا مضمون یاد آتا ہو

شیوۂ جعل و تقیہ ہفوات و کجوات

آنچہ شیعہ ہمہ دارند تو تنہا داری

النجم ۱۴ صفر سنہ حال مین ایک مضمون رسائل شیعہ پر لکھا گیا تھا جسمین شیعہ ایڈیٹرونکی حیا و غیرت کی کچھ تعریف لکھی گئی تھی اور النجم کے مقابلہ مین جیسی قابل شرم کارروائیان ان لوگون نے کین اسکا قدر قلیل تذکرہ کیا گیا تھا۔ اسی مضمون مین ایڈیٹر صاحب شیعہ کے متعلق اسقدر لکھا گیا تھا کہ

پہلے پہل ایڈیٹر شیعہ نے ایک واقعہ عبد السبحان نامی ایک فرضی شخص کیطرف سے تصنیف فرمایا اور اوسکا کانپور سرای لاٹھی محال مین مقیم ہونا بیان کیا اور لکھا کہ وہ شخص

در مختار مین یہ مضمون دیکھکر کہ امامت کیلئے عضو مخصوص کا چھوٹا ہونا موجب ترجیح ہی اور یہ کہ
علم اوسکا بغیر اسکے کہ بیحیائی کیساتھ عضو مخصوص کی پیمائش کیجائے ممکن نہین شیعہ ہوگیا اور
کانپور کے علماء سے اوسنے اس مسئلہ کی بابت سوال کیا مگر کوئی شخص جواب نہ دیسکا خلاصہ
اوس ناپاک مضمون کا یہی تھا۔ دفتر النجم سے بعض حضرات کانپور کے نام خطوط بھیجے گئے
کہ سرائے لاٹھی محال مین اسکی تحقیق کیجائے کہ عبد السبحان نامی کون شخص ہین اور ان واقعات
کی اصلیت کیا ہی؟ نیز اڈیٹر شیعہ کو چیلنج دیا گیا کہ تم اپنے افترا کئے ہوئے مسئلہ کو در مختار
مین دکھاؤ۔ کانپور سے جواب آیا کہ بالکل غلط ہی عبد السبحان نام کا کوئی شخص کانپور کی
سرائے لاٹھی محال کیا معنی کسی سرا مین نہ اسوقت ہی نہ کئی ماہ سے اس نام کا کوئی شخص
آیا۔ سرائے والونکے رجسٹر دیکھے گئے۔ کہین اس نام کا پتہ نہین۔ نیز اس مضمون کا کوئی سوال کانپور
کے کسی عالم کے سامنے تحریراً یا تقریراً کبھی پیش نہین ہوا۔ اڈیٹر شیعہ کو تو گویا سکتہ ہوگیا
نوبت یہانتک پہونچی کہ مولوی عبد السمیع صاحب بنارسی نے اڈیٹر شیعہ کے نام ایک کھلی
چٹھی چھپوائی کہ اس واقعہ کی تحقیق کرا دو تم میرے ساتھ چلو اور عبد السبحان سے ملاقات کرا دو
تمھارے آمد و رفت و نیز جملہ مصارف کا ذمہ وار مین ہون۔ اسپر بھی کچھ جواب نہ ملا تو مجھے
خیال ہوتا ہی کہ مولوی عبد السمیع صاحب نے ایک رجسٹری اڈیٹر شیعہ کے نام بھیجی اسکا
بھی جواب نہ آیا۔ اب خیال تو کیجیے کہ ایسی حیا کس فرقہ مین ہوسکتی ہی؟ اور اس غیرت کی
مثال دنیا بھر مین کہین ملسکتی ہی؟ خیر یہ سب کچھ تو ہوچکا۔ مگر تصنیف واقعات کا سلسلہ
ختم ہوتے نہین آتا۔ ہر دوسرے تیسرے مہینے اصلاح و شیعہ مین کوئی نہ کوئی واقعہ تصنیف ہوتا
رہتا ہی جسمین کسی نہ کسی فرضی شخص کا شیعہ ہوجانا مذکور ہوتا ہی۔

اب کچھ دنون سے سلسل یہ واقعات ہر ہر پرچے مین رہتے ہین مگر اب دور دراز مقامات کے
حوالے دیے جاتے ہین کوئی پنجاب کا واقعہ ہوتا ہی کوئی سندھ کا کوئی دکن کا۔

اب اڈیٹر شیعہ خود بتائین کہ وہ ان واقعات کی تصنیف مین جبکہ انکا کذب عالم آشکار

ہو چکا کیون نہیین غم کرتے ؟ جھوٹ بولنا اگر انکے مذہب مین بہترین عبادت ہی تو ہو گر
دنیا بھر اسکو برا سمجھتی ہی اسکا کیون نہیین خیال کرتے

یٹر صاحب شیعہ نے اب اتنے دنونکے بعد عبد السبحان کے واقعہ کا جواب دینا چاہا ہی حالانکہ اسی مضمون
ن قبل عبارت منقولہ بالا کے مذہب شیعہ مین سور کے گوشت اور مردار اور خون کی حلت کے مضمون
ادر ذوریات ابن سبا اور شیاطین والے مضمونکا بھی حوالہ دیا گیا تھا۔ اگر جواب دینا تھا تو سب مضامین کا
اب دیتے اور جس قسم کے عمدہ جوابات وہ اور انکے دوسرے ہم مذہب اصحاب دیا کرتے ہین اس قسم کے
اب دینے مین کسی قسم کی دقت کبھی نہیین پیش آسکتی ایسے جواب سے دنیا مین کوئی اعلیٰ سے اعلیٰ
در مضبوط سی مضبوط چیز بھی محفوظ نہیین رہ سکتی،

اب ہم ناظرین کو دکھانا چاہتے ہین کہ ایڈیٹر صاحب شیعہ نے اس واقعہ کا کیا جواب دیا۔

یٹر صاحب نے اپنی عالی دماغی سے دو جواب تجویز فرمائے ہین۔

پہلا جواب جسپر ایڈیٹر صاحب شیعہ کو بڑا ناز ہی اور لکھتے ہین کہ میرے اس جواب سے ایک سنی شیعہ ہو گیا حسب ذیل ہی
کتاب درمختار جلد اول چھاپہ مصر بطبع میمنہ عربی زبان مین ہی اور اوسکے صفحہ ۳۹۲ سطر اول مین
متعلق بہ صفات امام جماعت یہ عبارت درج ہی ثم الاحسن زوجۃ ثم الاکثر
جاھا (ثم الانظف ثوبا) ثم الاکبر راسا والاصغر عضوا ثم المقیم علی
المسافر ثم الحر الاصلی علی العتیق ترجمہ (نماز جماعت کی امامت کیلئے بہت سے
مدارج کے بعد اوسکا درجہ ہی جسکی زوجہ زیادہ خوبصورت ہو پھر صاحب جاہ پھر وہ جس کا
لباس عمدہ ہو۔ پھر وہ جسکا سر سب سے بڑا اور عضو سب سے چھوٹا ہو پھر بمقابلہ مسافر کے پھر
اصلی آزاد اوپر غلام کے (قابل ترجیح یا افضل ہی) اس کتاب کی شرح رد المختار ہی جسکو
علامہ ابن عابدین شامی جیسے مشہور و عظیم الشان عالم سنی المذہب حنفی نے لکھی ہی اور
بہت مستند کتاب ہی اور یہ بھی اوسی مطبع مین چھپی ہی متن مین شرح اور حاشیہ پر اصل
کتاب ہی اوسکی عبارت سطر ۶ مین یہ ہی وفی حاشیۃ ابی السعود وقد نقل عن بعضہم

فی ھذا المقام مالایلیق ان یذکر فضلا وعن ان یکتب الخ وکانہ یشیر الی ما قیل ان المراد بالعضو الذکر۔ ترجمہ۔ ابی مسعود مین ہو کہ بعض علمائے اس مقام مین کہا ہو کہ یہ بات اس لائق نہین ہو کہ ذکر کیجائے چہ جائیکہ لکھی جائے الخ۔ گویا یہ اشارہ ہو اس طرف کہ مراد عضو سے ذکر (یعنی عضو تناسل) ہو۔

خلاصہ اس جواب کا یہ ہو کہ گو ایڈیٹر صاحب شیعہ اپنے تصنیف کئے ہوے واقعہ کا ثبوت نہین دیسکتے مگر جس مسئلہ کی بنا پر وہ واقعہ تصنیف کیا گیا ہو وہ مسئلہ کتب اہل سنت مین موجود ہو۔ اچھا اگر کتب اہل سنت سے اس مسئلہ کی ثابت کرنےمین ایڈیٹر صاحب شیعہ نے کامیابی حاصل کرلی ہو تو واقعی ہم انکو اس واقعہ کے تصنیف کرنے مین قابل درگذر تصور کرینگے اور محض اسوجہ سے کہ انھون نے کذب کا ارتکاب کیون کیا اور ایک ثابت شدہ بات کو واقعہ کا لباس کیون پہنایا انسے کچھ بھی مواخذہ نکرینگے اسلئے کہ ہم اس بات سے واقف ہین کہ جھوٹ بولنا انکے مذہب مین ایک اعلی ترین عبادت ہو۔ مگر افسوس اور صد ہزار افسوس کہ وہ اپنے مزعومی مسئلہ کو کتب اہلسنت سے ثابت نہین کرسکے اور نہ کرسکتے ہین درمختار کا حوالہ انھون نے بالکل غلط دیا ہو جو عبارت درمختار سے انھون نے نقل کی ہو اسکا مطلب غلط بیان کیا ہو اور علامہ شامی کی عبارت کے ترجمہ مین تو اپنا پورا کمال دکھادیا تحریف کو بھی مات کردیا ایڈیٹر اصلاح سے بھی سبقت لیگئے اصل یہ ہو کہ صاحب درمختار اس مقام پر یہ بیان کررہے ہین کہ اگر کئی آدمی امامت نماز کے قابل موجود ہون تو انمین کسی کو ترجیح ہو قرات اور علم اور تقوی وغیرہ کو بیان کرنیکے بعد لکھتے ہین ثم الاحسن زوجۃ جس کا صحیح ترجمہ یہ ہو کہ پھر وہ شخص جسکی زوجہ زیادہ حسین ہو پھر وہ شخص جو جاہ زائد رکھتا ہو پھر وہ شخص جسکا لباس زیادہ عمدہ ہو پھر وہ شخص جسکا سر بڑا ہو اور دوسرے اعضا چھوٹے ہون یہ ہو صحیح ترجمہ جس سے صاف ظاہر ہو کہ عضو سے مخصوص مراد نہین ہو بلکہ سر کے مقابلہ مین دوسرے اعضا کا چھوٹا ہونا مراد ہو۔ علامہ شامی نے زوجہ کے حسین ہونیکو وجہ ترجیح بنانیکی حکمت اسطرح بیان فرمائی ہو لانہ غالبا یکون احب لہا واعف لعدم تعلقہ لغیرھا یعنی جب زوجہ حسین ہوگی تو غالبا اسکو محبت بھی اس سے زائد ہوگی اور کسی غیر سے تعلق نرکھیگا اور پرہیزگار ہوگا اسی کے ساتھ ہی

علامہ شامی نے یہ بھی بتا دیا کہ زوجہ کا حسن کیونکر معلوم ہوسکتا ہو لکھتے ہین وھذا انما یعلم بین الاصحاب او الارحام او الجیران الذ لیس المراد ان یذکر کل منھم اوصاف زوجتہ حتی یعلم من ھو احسن زوجۃ یعنی زوجہ کا حسین ہونا ایک ایسی بات ہو جو باہم دوستونکو یا عزیزون کو یا پردیسیون کو معلوم ہوسکتی ہو یہ مطلب نہین ہو کہ ہر شخص اپنی زوجہ کے اوصاف ذکر کرے کیون جناب ایڈیٹر صاحب علامہ شامی تو اوصاف ذکر کرنے کی بھی ممانعت کرین اور آپ اس سے یہ نتیجہ نکالین کہ ہر ایک اپنی زوجہ کو لاکر پیش کرے۔ شاباش

سر کے بڑے ہونے اور اعضا کے چھوٹے ہونیکے متعلق علامہ شامی کہتے ہین لانہ یدل علی کبر العقل یعنی مع مناسبۃ الاعضاء والا فلو فحش الراس کبرا والاعضاء صغرا کان دلالۃ علی اختلال ترکیب مزاجہ المستلزم لعدم اعتدال عقلہ یعنی سر کا بڑا ہونا اس سبب سے قابل ترجیح ہو کہ سر کے بڑے ہونیسے عقل کی زیادتی معلوم ہوتی ہو مگر یہ مطلب نہین ہو کہ اور اعضا بہت چھوٹے ہون ورنہ اس سے ترکیب مزاجی کی خرابی معلوم ہوگی علامہ شامی کی اس تحریر سے بھی صاف ظاہر ہوگیا کہ عضو سے عضو مخصوص مراد نہین ہو بلکہ اور اعضا کا بہ نسبت سر کے چھوٹا ہونا مراد ہو اب جو عبارت شامی کی ایڈیٹر صاحب شیعہ نے نقل کی ہو اسکا صحیح ترجمہ سنئیے اور دیکھیئے کہ ایڈیٹر صاحب نے کیسی صریح تحریف کی ہو صحیح ترجمہ اسکا یہ ہو اور حاشیہ ابو مسعود مین ہو کہ بعض لوگون سے اس مقام پر ایک ایسی بات نقل کی گئی ہو جس کا ذکر کرنا بھی مناسب نہین چہ جائیکہ وہ لکھی جائے گویا یہ اشارہ اُس بات کیطرف ہو جو کی گئی ہو کہ عضو سے مراد ذکر ہو۔

اگر ایڈیٹر شیعہ کو کچھ غیرت ہوتی تو اس عبارت کو کبھی نقل نہ کرتے کیونکہ اس عبارت مین تو اُن لوگون پر سخت اعتراض کیا گیا ہو جو عضو سے مراد عضو مخصوص بیان کرتے ہین مگر ایڈیٹر شیعہ جب تحریف پر آمادہ تھے تو انکو غیرت سے کیا تعلق تھا۔

ایڈیٹر صاحب شیعہ نے اس مقام پر کیا تحریف کی اسکو ذرا بہ تفصیل سنیئے نقل عن بعضھم فی ھذا المقام کا ترجمہ انھون نے لکھا کہ بعض علما نے اس مقام پر کہا ہو" خیر یہانتک غنیمت ہو

گو نقل مین جو بوجہ صیغہ مجہول ہونیکے جو ضعف تھا وہ باقی نہ رہا اور بھی رعایت الفاظ کی چھوٹ گئی آگے
چلئے ما لا یلیق ان یذکر فضلا عن ان یکتب کا ترجمہ لکھتے ہین کہ "یہ بات اس لائق نہین کہ
ذکر کی جائے چہ جائیکہ لکھی جائے" اس ترجمہ مین تحریف کا کمال دکھایا گیا ہو ما موصوف اور
لا یلیق اسکی صفت موصوف صفت سے ملکر مفعول ہو انقل کا مطلب یہ کہ جو بات نقل کی گئی ہو
وہ بات قابل ذکر نہین یعنی وہ مطلب صاحب درمختار کی عبارت کا نہین ہو - اڈیٹر صاحب نے ما کا
ترجمہ "یہ بات" کیا حالانکہ یہ ترجمہ لفظ ہذا کا ہونا چاہیئے اور ما کو مفعول نقل کا نہ بنایا نتیجہ اس تحریف کا
یہ ہوا کہ اب یہ صفت لا یلیق کی صاحب درمختار کی عبارت کی ہو گئی جو بالکل خلاف اس کلام کے
ہو تو بعض لوگون سے جو بات اس مقام مین نقل کیگئی ہو اسکو ناقابل ذکر کہہ رہا ہو اور ایڈیٹر صاحب
ترجمہ مین صاحب درمختار کی عبارت کو ناقابل ذکر بنا رہے ہین - بہ بین تفاوت رہ از کجاست
تا بکجا - آگے چلئے وکانہ یشیر الی ما قیل ان المراد بالعضو الذکر کا ترجمہ فرماتے ہین "
گویا یہ اشارہ ہو اس طرف کہ مراد عضو سے ذکر یعنی عضو تناسل ہو" اس ترجمہ مین بھی داد تحریف
دی ہو ما قیل کا ترجمہ نوش فرماگئے اصل کلام مین تو عضو سے عضو مخصوص کا مراد ہونا قیل کے
تحت مین تھا یعنی وہی ضعیف قول تھا جو بعض لوگونسے نقل کیا گیا ہو مگر مترجم صاحب نے قیل کا ترجمہ
حذف کرکے اسکو علامہ شامی کا قول بنا دیا اور ایک امر قطعی قرار دیا جب وہ پہلے سے لا یلیق کو صاحب
درمختار کی عبارت کی صفت بنا چکے تھے اور اس غرض کیلئے بجائے لفظ ما کے لفظ ھذا کا ترجمہ
لکھ چکے تھے تو اب ضرور تھا کہ یہان سے لفظ ما قیل کا ترجمہ غائب کرین -

اب ناظرین نے اچھی طرح سمجھ لیا ہوگا کہ صاحب درمختار نے یہ نہین لکھا کہ جس کا عضو مخصوص چھوٹا
ہو اسکو امامت کیلئے ترجیح ہو بلکہ انھون نے یہ لکھا ہو کہ جس کا سر بڑا اور عضو چھوٹے ہون -
کسی شارح نے بھی عضو سے عضو مخصوص نہین مراد لیا نہ علامہ شامی نے نہ کسی اور نے بلکہ علامہ
ابو سعود نے یہ لکھا کہ بعض لوگون نے لفظ عضو سے جو یہ مراد لی تھی وہ ایک ناقابل ذکر بات ہو -
اب غور کیجئے کہ بات کیا تھی اور ایڈیٹر صاحب شیعہ نے کیا بنا دی اگر اسکا نام بھی تحریف و تلبیس

نہین ہو تو اور کیا ہو۔

اگر ایڈیٹر شیعہ کسی عربی دان سے اس کا ترجمہ وہ کرادین جو انھون نے کیا ہو تو مین انکو معقول انعام دونگا جو شخص نحو میر اچھی طرح پڑھ چکا ہو اور عربی عبارت کا ترجمہ کر لیتا ہو وہ بھی ایڈیٹر شیعہ کے ترجمہ کو بے تامل غلط کہدیگا۔

اسی قسم کی قابل شرم کارروائیونکے بل پر النجم کا مقابلہ کیا جاتا ہو ایسی کارروائیونسے اور کچھ نتیجہ ہو یا نہو مگر ان کارروائیونکے مرتکب کی دلیری و مشاقی کی مجسم تصویر پیش نظر ہو جاتی ہو اور حق سبحانہ کے مناظر قدرت کی عجب سیر گھر بیٹھے نصیب ہو جاتی ہو۔

کیا شیعون مین اب کسی کو اتنی سمجھ بھی نہین ہو کہ ایڈیٹر شیعہ کو ایسی قابل شرم حرکات سے روکے۔ باللہ العظیم سکوت کا جارو ننگ ایسے جوابات سے ہزار درجہ افضل ہو کیونکہ ایسے جوابات اسی شخص کے قلم سے نکل سکتے ہین جو خود اپنے اختیار کئے ہوئے مذہب کے باطل ہونیکا یقین کامل حاصل کر چکا ہو۔ قسم ہو اُس ذات کی جسنے حق کو حق بنایا اور اسکو نورانیت بخشی (اور اگر تم سمجھو تو ایک بڑی قسم ہو) کہ اس قسم کے جوابات سے زیادہ مسرت انگیز ہمارے لئے کوئی بات نہین ہو سکتی کیونکہ ایسے جوابات ہماری محکم و استوار کرنے کے اعلیٰ ترین ذرائع ہین۔

دوسرا جواب ایڈیٹر شیعہ نے یہ دیا کہ النجم مین عبد السبحان والے گذشتہ مضمون کے بعد (جسمین تحقیقات کامل سے یہ امر ثابت کر دیا گیا کہ یہ قصہ محض فرضی اور ایڈیٹر شیعہ کا گڑھا ہوا ہو سرای لاٹھی محال مین عبد السبحان نام کا کوئی شخص نہ بالفعل ہو نہ کبھی باہ سے آیا اور نیز اس قسم کا کوئی سوال علمائے کانپور کے سامنے پیش نہین ہوا) ایک مضمون ممتاز حسین صاحب سابق شیعی المذہب کا شائع ہوا اس مضمون مین ممتاز حسین صاحب نے اپنی ملاقات اس شخص سے بیان کی جسکا نام عبد السبحان رکھا گیا اسنے خود کہا کہ وہ مضمون میرا ہی تھا اور رہنے ہی علمای کانپور سے اس مسألہ کی تحقیقات کی تھی ممتاز حسین صاحب نے اُنسے کہا کہ اچھا میرے ساتھ چلکر آپ بالمواجہ اسکی تصدیق کرا دیجئے چونکہ یہ قصہ محض جعلی تھا بالمواجہ تصدیق کرانے مین افشای راز کا خوف تھا لہذا صاحب موصوف نے انکار کیا نتیجہ یہ ہوا کہ

سرا سے اٹھا دیے گئے پھر رحمت اللہ صاحب رعد کے یہان ملازم ہوئے تھے وہان سے بھی ہٹا دیے گئے مگر کیسطرح بالمواجہ تصدیق پر راضی نہوئے اس مضمون کو ایڈیٹر صاحب شیعہ نے نقل فرمایا ہو مقصد انکا یہ ہو کہ النجم کے بیان مین تناقض ثابت کرین اور یہ دکھائین کہ یہ قصہ جعلی نہین ہو مگر افسوس ہو کہ ایڈیٹر صاحب شیعہ اسقدر نہ سمجھے کہ تناقض اسوقت ثابت ہوسکتا کہ شخص مذکور کا اسی زمانہ مین سرای لاٹھی محال مین ہونا اور علمای کانپور سے اس مسالہ کا پوچھنا ثابت ہوجاتا اور جبکہ یہ کوئی بات ثابت نہین ہوئی تو تناقض کیونکر ثابت ہوگا - قرین قیاس یہ ہو کہ ایڈیٹر صاحب شیعہ نے کسی شخص کو اپنے فرضی قصہ کی تصدیق کیواسطے اس امر پر آمادہ کیا ہوگا کہ وہ اپنا نام عبدالسبحان بیان کرے اور اس مضمون کا اپنا لکھا ہوا ہونا لوگون سے کہا چنانچہ اسنے کہا مگر جب نوبت بالمواجہ تصدیق کرانیکی آئی اور اس شخص کو افشای راز کا خوف پیدا ہوا تو بھاگ گیا،،

یہ تھی ایڈیٹر صاحب شیعہ کے دونون جوابونکی حقیقت اب مین انکے اس مضمونکے متفرق لطائف پیش کرتا ہون

لطیفہ اول ہمنے النجم مین جہان ایڈیٹر اصلاح کا حضرت فاروق پر معاذ اللہ شراب خواری کی تہمت لگانیکا ذکر کیا تھا وہان لکھا تھا کہ جزاہ اللہ بما قال اسپر حاشیہ مین ایڈیٹر شیعہ نے خیرا کی لفظ بڑھادی یہ عجب لطیفہ ہو کہ بدگوئی کرین اصحاب رسول کی اپر تہمت لگائین افترا پردازی کرین اور امیدوار جزای خیر کے رہین -

لطیفہ دوم یہ ہو کہ لکھتے ہین ہمنے جو اس مسالہ کیلئے درمختار اور شامی کی عبارت نقل کردی تو اسکو دیکھکر ایک سنی شیعہ ہوگیا یہ لطیفہ شیخ چلی کے خیالات سے کچھ کم نہین ہو تبدیل مذہب کیا ہوا ایک کھیل ہوا نہ اسنے یہ تحقیقات کی کہ آپکی منقولہ عبارت اصل کتب مین ہو یا نہین نہ یہ تحقیقات کی کہ آپکا ترجمہ صحیح ہو یا غلط بس آنکھ بند کرکے شیعہ ہوگیا یہ بھی نہ سمجھا کہ یہ مسالہ ایک فروعی مسالہ ہو بفرض محال غلط بھی ہو تو اس سے اصل مذہب پر کیا اثر ہوسکتا ہو کسی فروع مین کسی مذہب کے کسی کسی مسالہ کا غلط ہوجانا اس اصل مذہب کے باطل ہونیکی دلیل نہین ہوسکتا باوجود ان سب امور کے مین سچ کہتا ہون کہ یہ واقعہ بھی فرضی اور یہ قصہ بھی جھوٹا ہو اگر ایڈیٹر صاحب شیعہ کو کچھ ہمت ہو تو اسکی

تصدیق کرا دین - لطیفہ سوم - النجم کے مقابلہ مین بار بار اور خاصکر ایسی حالتین کہ ہر بار مقابلہ کی ابتدا خود بدولت ہی نے فرمائی اپنے اور اپنے بھائیونکے سکوت کر جانیکی وجہ رقم فرماتے ہین کہ وہ اصل حقیقت یہ ہی کہ شیعہ رسائل اور اخبار لڑائی دنگہ کو پسند نہین کرتے ہان جن مضامین سے غلط فہمی پیدا ہونے کا گمان پبلک کی تشفی کیلئے انکا معقول جواب بسہولت یا ترکی بہ ترکی دیگر تو تو مین مین سے بچتے رہتے ہین" اور اثنا عشری کے سکوت اور مباحثہ بند کرنیکی وجہ تحریر فرماتے ہین اور یہ بات ہی دوسری ہی کہ وہ اثنا عشری کے سکوت پر کسی خاص غرض سے جواب جاہلان باشد خموشی کو بھول جائین اور طرح دینے کو فرار کہنے لگین -

ناظرین نے دیکھا کیسی معقول وجہ بیان کیگئی ہی افلاطون اور ارسطو ہوتے تو ان براہین کی قدر کرتے ہر مبہوت و مجوج اسی قسم کی لایعنی کلمات لکھکر اپنے کو مغلوبیت و فرار کے الزام سے بچا سکتا ہی یہ خوب رہا کہ خود ہی ایک دعوی کیا دوسرے پر بے بنیاد تہمت لگائی افترا پردازی کی جب اسکی قلعی کھولی گئی اور اصل حقیقت ظاہر کیگئی تو سکوت کر گئے اور وجہ سکوت کی یہ بیان کردی کہ صاحب ہمکو لڑائی دنگہ نہین آتا اور ہمارا سکوت تو کسی خاص غرض سے ہی ہم تو طرح دے رہے ہین سبحان اللہ سبحان اللہ اگر آپ کی طبیعت مین لڑائی دنگہ نہ تھا آپ بڑے صلح کل تھے تو آپنے پہلے ہی نہ چھیڑا ہوتا پہلے ہی بے بنیاد تہمت نہ لگائی ہوتی - شیخ جی ابوحنیفہ اور شیاطین کا مضمون لکھنے کیلئے کسنے آپ کو مجبور کیا تھا عبد السبحان کا قصہ تصنیف کرنیکی کیا ضرورت آپ کو درپیش تھی جب مجھے دعوت مناظرہ دیکر کھجوہ بلانے کیلئے کسنے آپسے کہا تھا - مبحث تحریف مین النجم کو چھیڑنے کیلئے اثنا عشری کو کسنے مضطر کیا تھا ان مضامین کے لکھتے وقت صلح کل کی پالیسی کہان چلی گئی تھی آپ لوگون کی یہ حالت بالکل قریب اس حالت کے ہی جو آپکے امام اول کی تھی کہ بے ضرورت بے سبب لڑنے مرنے کیلئے تیار ہین کسی کو دے مارا کسی کا گلا گھونٹ دیا مگر جب وقت آیا تو صبر کی وصیت یاد آگئی اور بقول جناب سیدہ منقولہ حق الیقین خائنون کی طرح گھر مین گھسکر بیٹھ رہے -

لطیفہ چہارم اس مضمون کے خاتمہ پر رقم فرماتے ہین کہ -

اب ہم پرانے دوست کو ڈوک کر ختم دیتے ہین کہ صدیقیت اور فاروقیت وحیاداری سے اگر کچھ بھی بہرہ رکھتے ہون تو ہمارے جواب کو اپنے صحیفہ گرامی مین درج کردین کہ رسالہ شیعہ اور النجم کے ناظرین خود فیصلہ کرلین کہ کون سچا اور ایماندار اور کون جھوٹا و بے ایمان ہی اور حق کیا ہی اور باطل کیا ہی۔

یہ دلیری قابل دید ہی کہ ایسی قابل شرم کاروائی کیلئے النجم مین شائع کرنیکی درخواست کی جارہی ہی خیر اسکو النجم مین شائع کردیا اب ہم ایڈیٹر صاحب شیعہ کو کہتے ہین کہ اگر وہ حیدریت و خالصیت سے نہین معاذاللہ نہین بلکہ سبائیت دراریت ولیعفوریت و ابوبصیریت سے کچھ بھی بہرہ رکھتے ہون تو ہمارے اس جواب کو اپنے صحیفہ گرامی مین درج کردین کہ انکے رسالہ کے ناظرین کو انکی تحریف کی داد دینے کا موقع ملے۔

ہمنے تو اب یہ اعلان دیا ہی کہ جس شیعہ مولوی یا مجتہد کو حوصلہ ہو وہ تحریری مناظرہ ہم سے کرلے اپنے مذہب کے جس مسالہ کو وہ سب سے زوردار سمجھتا ہو اسی مین بحث کرے اور اپنی ساری طاقت زمین کو آسمان دن کو رات کہنے کی ختم کردے مگر شرط یہ ہی کہ فریقین کی بحث تمام شیعون کے کسی موقت الشیوع رسالہ مین بھی چھپے اور النجم مین بھی چھپے۔

باوجود اس اعلان کے بھی کسی کی ہمت ابتک نہین ہوئی بالمشافہہ مناظرہ سے تو آپ لوگ نقض امن کا عذر کرکے بھاگتے تھے اب غائبانہ تحریری مناظرہ سے کیون فرار ہی۔

اس مضمون کے لطائف ابھی بہت سے ہین مگر بخیال تطویل اسیقدر اکتفا کیجاتی ہی۔ والسلام علی من اتبع الہدی

## تصحیح غلط

النجم نمبر (۱۲) کے صفحہ ۲۰ کے آخری دو شعر غلطی سے ”وو قول شیعہ“ کے تحت مین لکھدیئے گئے ہین حالانکہ یہ آخری دونون شعر قول شیعہ نہین ہین بلکہ وہ قول سنی کے اس شعر کا نسخہ ہین جسکا پہلا مصرع یہ ہی آپ تھے اشجع و کرار بلاشک لیکن غلطی کاتب سے ان دونون شعرون پر خط کھینچنا اور نسخہ کا نون بنانا رہگیا ہی ۱۲

# رسالۂ فلسفۂ عزا پر ایک نظر

(سلسلہ کے لیے ملاحظہ ہو النجم نمبر ۱۲ جلد ہذا)

انکو حدیث کے فنون مین مہارت تھی - اور یہ استدلال بچند وجوہ باطل ہی -

اوّل یہ کہ قرآن مجید مین اجمالاً بھی اس مصیبت کا ذکر نہین - اور آیۂ فما بکت الخ سے اسکا ثبوت کسی طرح ممکن نہین بلکہ یہ صریح کذب و بے عقلی ہی - جسکی کوئی انتہا نہین - اور کتب فریقین سے ثابت ہی کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جو کوئی قرآن مین اپنی رائے سے کہے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ مین بنائے - مگر شیعہ حضرات پھر بھی خیال نہین کرتے اور اپنی بے جوڑ تاویلین کرنے سے باز نہین آتے - جیسا کہ رحمۃ اللہ علیہا کی پاکیزہ تاویل کی ہی -

دوم - "آپ کے امام ثعلبی مفسر قرن اوّل" اس عبارت مین چند اغلاط ہین جن سے ملا صاحب کی تاریخ دانی پر افسوس ہوتا ہی - پہلی غلطی یہ ہی کہ ثعلبی کو امام اہل سنت لکھا ہی - حالانکہ یہ ائمۂ اہل سنت سے نہین اور نہ اہل سنت ہی - بلکہ اسکا کلام صاف دلالت کر رہا ہی کہ یہ شیعی ہی - دوسری غلطی یہ ہی کہ ثعلبی کو مفسر قرن اول بتایا ہی - حالانکہ یہ حضرت نہ قرن اول کے مفسر ہین نہ قرن ثانی و ثالث کے - بلکہ قرن رابع مین گذرے ہین - ملا صاحب اگر عقلمند ہوتے تو پہلے ان کی تاریخ دیکھ لیتے اُسکے بعد اپنی ہمہ دانی کا دعوے کرتے - اور فقط خطاب ہی پر مغرور نہ ہوتے -

سوم - آیت مذکورہ سے یہ ثبوت دینا کہ آسمان و زمین مین صلاحیت اس فعل (رونے) کی ہی - کسی طرح صحیح نہین - نفی سے وجود مراد لینا ایک انوکھا قاعدہ ہی - حالانکہ علماء فنون تصریح کر چکے ہین کہ مفہوم مخالف نہین لیا جاتا - نیز نفی سے مراد نفی محض ہی - جس سے وجود موضوع یا محمول لازم نہین آتا اور نہ ثابت ہی - پس آیۂ مذکورہ مین نفی یکا ہی - نہ بکاء منفی - جس سے صلاحیت کا ثبوت مل سکے -

اسکے بعد ملا صاحب نے ینابیع المودہ سے دو روایتین نقل کی ہین - ایک یہ کہ ثعلبی نے سُدی سے روایت کی ہی کہ جب حسین بن علی شہید ہوے تو آسمان اُنپر رویا اور رونا اُسکا سُرخ ہو جانا تھا - دوسری روایت کثیر بن شہاب کی ہی اُس نے کہا اس اثنا مین کہ ہم علی (علیہ السلام) کے پاس تھے

مین بیٹھے ہوے تھے۔ ناگاہ حسین علیہ السلام سامنے سے آئے۔ آپنے کہا بیشک خدائے تعالی نے ایک ایک قوم کا حال بیان کیا ہی۔ فما بکت الآیۃ سے۔ (مگر) قسم اُسکی جس نے دانہ کو شگافتہ کیا ہے اور جان کو پیدا کیا کہ ضرور یہ (امام حسین علیہ السلام) مقتول ہونگے اور اُنپر زمین و آسمان گریہ کریگا"

ان دونون روایتون مین عجیب طرح کا معاملہ نظر آتا ہی۔ صفحہ ۱۴ مین لکھا ہی کہ قرآن کی تفسیر قول رسول یا صحابہ سے ہوتی ہی۔ مگر اس جگہ تو ایک کذاب شیعی کے قول کو (جو صحابی بھی نہ تھا) معرض استدلال مین پیش کیا گیا ہی۔ اور وہ سُدی ہی۔ پھر وہ بھی مُثبت مُدعا نہین۔ کیونکہ دعوی تو یہ تھا نہ ذکر مصائب امام حسین سنت اللہ ہی" اور اس موضوع روایت سے اگر کچھ ثابت ہوتا ہی تو اسی قدر کہ آسمان رویا۔ پس ہمین آسمان کے رونے سے کیا غرض ہی۔ ہم سنت اللہ ہونے کی دلیل چاہتے ہین۔

دوسری روایت البتہ صحابی کی ہی مگر بے سند ہی اس لیے اُسپر اعتماد نہین کیا جا سکتا۔ نہ کتب مشہورہ کی روایت ہی۔ بلکہ ایک وضاع کی کتاب سے روایت ہی جو کسی طرح حجت نہین۔ پھر تعجب یہ ہی کہ اس دوسری روایت مین بھی وہی رونا ہی نہ یہ کہ خدا نے ذکر مصائب امام حسین کیا۔ پس ہمین جیسا کہ معلوم ہوا اس سے کچھ سروکار نہین۔ کہ بے عقل لڑکے یا الال پیلا ہو۔ ہمارا مقصود اور کلام تو ذوی العقل سے ہی۔ مگر اسکی بابت یہ دونون روایتین نہین ہین اب ہم پھر ان دونون روایتون پر کچھ مختصر کلام کرتے ہین۔

اوّل یہ کہ ثعلبی ثقہ نہین بلکہ شیعی کذاب ہی۔ اور حدیث کی معرفت نہین رکھتا۔

دوّم سُدی۔ یہ بھی کذاب و غیر ثقہ ہے۔

سوّم۔ سُدی کو صحابہ سے سمجھنا ایک بڑا دھوکا ہی۔ اسکی دلیل یہ ہی کہ تفسیر قرآن رسول و صحابہ سے ہوتی ہی۔ کما قال۔ اور یہ کہ ثعلبی مفسر قرن اول ہی تو سدی لامحالہ صحابی ہوگا۔

دوسری روایت بھی بے سند ہی اور قابل وثوق نہین۔ اگر کوئی کہے کہ سنت اللہ کے یہی معنی ہین کہ آسمان روئے۔ زمین روئے۔ وغیرہ وغیرہ۔ تو جواب دو طرح سے ہی۔ ایک یہ کہ رونا اور چیز ہی۔ اور ذکر مصائب اور چیز۔ نیز خدا کا ذکر کرنا اگر اسی کا نام ہی کہ آسمان روئے اور سرخ ہو جائے تو آسمان بسا اوقات سرخ ہو جاتا ہی اور اس صورت مین تخصیص حسنین علیہما السلام باطل ہوگی۔

دوسرا جواب یہ ہی کہ قتل بھی اُس وقت سنت اللہ ہوگا۔ بلکہ سنت رسول۔ سنت اہل بیت وغیرہ اس لیے کہ اُنھون ہی نے ذکر کیا ہی۔ اور لا اقل خدا تو ضرور شریک ہوگا فبئس ما زعموا۔ ہان اگر کوئی شخص اسی طرح دعوی کرے کہ امام حسین علیہ السلام کا قتل سنت اللہ۔ سنت رسول۔ سنت اہل بیت ہی۔ کیونکہ انسان نے قتل کیا۔ اور تمنے بھی یہی کہا کہ خدا نے ذکر مصائب کیا کیونکہ آسمان رویا۔ فلنعم القیاس۔

اس تمام تقریر محقق سے ثابت ہوگیا کہ ذکر مصائب کا سنت اللہ ہونا ملا صاحب ثابت نہ کر سکے اور نہ ثابت ہو سکتا ہی اس لیے کہ معاذ اللہ خداوند عالم۔ ذاکر۔ یا محتاجِ امام حسین نہ تھا۔

پھر مُلّا صاحب لکھتے ہین "سنت رسول کا ثبوت یعنی کہ ذکر مصائب حسین سنت رسول بھی ہی۔ امام احمد بن حنبل کی مسند سے ثابت ہوتا ہی۔ دیکھو ص ۲۸۲ جلد اول مطبوعہ مصر۔

ابن[له] عباس اپنا خواب بیان کرتے ہین کہ مین نے رسول اللہ کو غبار آلودہ دیکھا آپ کے ہاتھ مین ایک شیشہ تھا جسمین خون تھا۔ مین نے کہا میرے مان باپ آپ پر فدا ہون یا رسول اللہ یہ کیا ہی؟ فرمایا حُسین اور اسکے اصحاب کا خون ہی۔ جسے مین آج صبح سے جمع کر رہا تھا"۔ (صفحہ ۱۵)

یہ روایت بھی ذکر مصائب حسین از جناب رسول نہین ہی۔ بلکہ یہ ایک خواب کا واقعہ ہی جو ہرگز قابل استدلال نہین۔ اور ایسے واقعات سے سنت الرسول ہونے کا استدلال بالکل خلاف عقل ہی۔ اس لیے کہ خوابِ غیر معصوم پر شرعی امور کی بنا نہین رکھی جا سکتی۔ اسمین کچھ شک نہین کہ شیعہ حضرات کو جب کوئی صاف دلیل اپنے مطلب کی نہین ملتی تو یہ لوگ قصہ اور کہانیون اور خواب سے حجت پکڑنے لگتے ہین۔ اور فی الحقیقت اس مذہب کی بنیا دو ہی خواب ہی جو عبد اللہ بن سبا نے اپنی یہودیت مین دیکھا تھا۔

اور اگر بعض لوگون کا خواب کو تبعاً ذکر کرنا بیان کیا جائے تو واضح ہو کہ یہ شریعت نہین ہی۔

پھر آپ لکھتے ہین۔ دیکھیے آپ کے حضرت ابن عباس کے فرمانے سے معلوم ہوا کہ رسول نے مصیبت امام حسین ع کا بیان کیا۔ اب آپ کو کیا عذر ہی۔ پھر مشکوۃ ص ۵۰۹ والی حدیث ملاحظہ کیجیے۔ جسمین رسول اللہ کا یہ قول نقل کیا ہی۔ اتانی جبریل فاخبرنی ان امتی ستقتل ابنی ہذا فقلت ہذا قال نعم واتانی بتربۃ حمراء۔ جبریل میرے

---

له بخوف طول کی وجہ سے اصل عبارت عربی نہین لکھی۔ کیونکہ ترجمہ کافی ہی ۱۲ محمد السورتی۔

پاس آئے اور بیان کیا کہ میری امت میرے اس فرزند کو قتل کریگی - مین نے کہا اسے فرمایا ہان اور مجھے لال مٹی (کربلا کی) بھی دی ہے "۔ (صفحہ ۱۶)

یہ حدیث اگر صحیح ہو تو بھی اس سے استدلال ٹھیک نہین ۔ اس لیے کہ یہ پیشگوئی ہے ۔ نہ کہ ذکر مصائب ۔ اور اگر اسی کو ذکر مصائب کہا جاتا ہے ۔ تو بڑے مہربانی یہ سب بدعات جو کیجاتی ہین ترک کیجیے ۔ اور فقط ذکر مصائب جیسا کہ ان اخبار سے بقول آپ کے معلوم ہوتا ہے آپ بھی کیجیے ۔ نہ نوحہ کیجیے ۔ نہ ماتم ۔ نہ سر پیٹیے نہ بھس اڑائیے ۔ نہ روپے پکائیے مگر آپ لوگون کو تو بدعت اس قدر مرغوب خاطر ہے کہ اسکی حمایت مین اعالیل اضالیل (جھوٹے بہانے کرنے والے) نچاتے ہین اور اُسی بدعت کو سنت بنانے کو مستعد ہوتے ہین - حالانکہ کسی طرح اسکا ثبوت صریح آپ کے اسلاف یہو نچا سکے ولا یکون (اور نہ ہوگا) -

پھر ملا صاحب لکھتے ہین "اس روایت نے بھی بتایا کہ رسول اللہ نے مصیبت امام حسین علیہ السلام کو بیان کیا - اور اگر آپ کہین رونے کو بدعت بتائین تو اسکا ثبوت بھی رسول کے فعل سے دیا جاسکتا ہے - اسی روایت کے اوپر والے فقرے مین ہے - ثم حانت منی التفاتۃ فاذا عینا رسول اللہ تھریقان الدموع - (اب جو دیکھا مین نے تو دیکھا کہ رسول اللہ کی آنکھین آنسو بہا رہی ہین) اس سے زیادہ اسکے متعلق حضرت کا فعل کہان تک نقل کرون - بے شمار حدیثین آپ کی کتابون مین مذکور ہین جن سے بیان مصائب بانی رسول اللہ اور اس امر کا سنت رسول ہونا معلوم ہوتا ہے "

معلوم کرنا چاہیے کہ ملا صاحب نے کُل دو روایتین نقل کی ہین جن سے اُن بے شمار روایتون کا پتہ بخوبی چلتا ہے - ع قیاس کن زگلستان من بہار مرا - اور یہ بھی معلوم ہوجاتا ہے کہ ایسے ہی پوچ استدلالات سے مناظرہ کرنا شیعہ حضرات کے نصیب مین ہے جس سے نہ تو مدعا ثابت ہو نہ کچھ مطلب ہی حاصل ہو - اور ان دونون حدیثون کا یہ حال ہے کہ پہلی تو خواب کا بیان ہے - جو شخص خواب کو سنت الرسول بتائے یا خواب مین کوئی شخص کچھ دیکھے اُس سے سنت ثابت کرے اُس سے بڑھکر نادان کون ہوگا - باقی رہی دوسری روایت پس وہ ایک پیشگوئی کے طور پر ہے جسکو ذکر مصائب مروج سے کچھ بھی نسبت نہین - اور کلام اسی مروج امر مین ہے -

پھر اس کلام مین ایک بڑی غلطی یہ ہے کہ ضعیف اور واہی روایات کی نقل لاکر اسکی تحقیق نہ کی - حالانکہ اس

مضامین کی کل احادیث بے اصل اور ضعیف ہین جنکی صحت کا دعوے بہت دشوار ہے۔ اور محض خواب و قصہ کہانی سے استدلال ہرگز نہین ہوسکتا۔

ملا صاحب لکھتے ہین۔ سنت صحابی یعنی فعل صحابی ہونا ذکر مصائب ابن رسول کا ان ہی روایات سابقہ سے معلوم ہوتا ہی۔ جن لوگون نے رسول اللہ سے اس واقعہ کو نقل کیا اور بیان کیا اور بالخصوص یہی آپ کے امام احمد بن حنبل کی مسند جلد اول صفحہ ۸۵ مطبوعہ مصر سے ثابت ہوسکتا ہی۔ جس مین علی ابن ابی طالب علیہ السلام اجل صحابین اور خلیفہ رسول کا قول و نقل کیا ہی۔ یعنی صفین کو جاتے ہوے جب امیر المومنین علی بن ابی طالب کا گذر زمین نینوا کی طرف سے ہوا تو ایک مرتبہ آپ نے پکار کر فرمایا صبر کرلے ابو عبداللہ۔ صبر کرلے عبداللہ۔ فرات کے کنارے۔ راوی کہتا ہی مین نے عرض کیا یہ کیا؟ آپ نے فرمایا کہ مین رسول اللہ کے پاس حاضر ہوا ایک روز تو دیکھا کہ آپ رو رہے ہین۔ مین نے کہا کہ یا رسول اللہ کیا آپ کو کسی نے غضبناک کیا ہی۔ یہ کیا بات ہی کہ آپ کی آنکھون سے آنسو جاری ہین۔ فرمایا مین اس وجہ سے روتا ہون کہ ابھی جبریل میرے پاس سے اُٹھ کر گئے۔ وہ مجھ سے بیان کرتے تھے کہ حسین نہر فرات کے کنارے شہید ہوگا۔ پھر یہ بھی جبریل نے کہا کہ آپ چاہین تو مین اُن کی تربت سونگھاؤن۔ مین نے کہا اچھا۔ تو جبریل نے اپنے ہاتھ کو بڑھایا۔ اور ایک مٹھی خاک لیکر مجھے دی جسکے سبب سے نہ ممکن ہوسکا کہ مین اپنے رونے کو ضبط کرسکون بے اختیار میری آنکھون سے آنسو بہنے لگے" (صفحہ ۱۷)

یہ روایت بھی بر تقدیر صحت مثبت مدعا نہین ہی۔ اس لیے کہ یہ تو ایک موقع پر پہونچنے سے ایک قصہ یاد آگیا جس کا ذکر بطور پیشگوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ نہ کہ ذکر مصائب جو کہ ایام محینہ میں طرق معینہ سے ہوتا ہی جن کے سنت ہونے کا آپ دعوے کرتے ہین۔ اور یہ پیشگوئی کہنا سنت نہین کہا جاسکتا۔ اس لیے کہ یہ مختص ساتھ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے ہی۔ علی ہذا القیاس ذکر خلافت بنی اُمیہ۔ ذکر پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بابت احوال و آثار قیامت۔ یعنی ہم اُسکو بطور حکایت کے نقل کرسکتے ہین مگر اُسکے مضامین سے سنت ہونا کسی چیز کا

---

ل یہان بھی عربی عبارت بخیال اختصار حذف کی ہی ۱۲ محمد السورتی۔

ہرگز ثابت نہ ہوگا ۔ پس ذکرِ مصائب اس معروف طریقہ سے سنت نہیں ہوا ۔ اور نہ کبھی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہی نہ کسی آپ کے صحابی نے ۔ اور یہ خبر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بطور حکایت اُس پیشگوئی کے ہی ۔ جس سے دعوے ثابت نہیں ہو سکتا ۔ بلکہ اس روایت مین حضرت علی کے رونے کا ذکر نہیں ہی جس سے معلوم ہوا کہ رونا ضروری تو کجا سنت بھی نہین ۔ اور اگر اضطراراً مجبوری سے آنسو بہین تو کچھ برائی نہین ہی ۔ نہ یہ کہ نوحہ و ماتم اور چیخ پکار ہو ۔ نیز اس روایت کے الفاظ صاف طور پر دلالت کرتے ہین کہ اُن حضرت کے آنسو مجبوراً جاری ہوے ورنہ آپ نے شیعہ حضرات کی طرح تکلف سے نہین بہائے تھے ۔

پھر ملا صاحب لکھتے ہین " یہان کئی شخص ذاکر نظر آتے ہین ۔ ایک عبد اللہ بن نجی راوی حدیث دوسرے امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام تیسرے رسُول خدا ۔ چوتھے جبریل ۔ کیا ان سب نے اس بدعت کو نہین سمجھا ۔ اور حسین کے مصائب کو بیان کرکے خود روئے اور دوسرون کو رُلایا صرف ایک آپ بڑے متشرع اور دقیقہ رس ہین جو ان سب کے معلومات اور مختارات بلکہ مذہب کے برخلاف یہ رائے بے تکان قائم کردی کہ ذکر مصائب حسین بدعت ہی ۔ اے سبحان اللہ ۔ کیا کہنے ہین ملخصاً ۔ (صفحہ ۱۷)

یہ کلام باطل ہی ۔ بچند وجوہ ۔ اول یہ راوی کو ذاکر شمار کرنا صریح غلطی ہی ۔ اسلیے کہ وہ سننے والا ہی نہ کہ ذاکر ۔ اگر کہا جائے کہ وہ بھی سننے اور حکایت کرنے کے سبب ذاکر ہی تو جواب یہ ہی کہ پھر امام احمد حنبل وغیرہ اس اسناد مین جتنے راوی ہین ۔ سب کو ذاکر کیون نہین شمار کیا گیا ۔

وجہ دوم یہ ہی کہ یہ حدیث جیسا کہ معلوم ہوا بطور پیش گوئی کے ہی ۔ اور ایک موقع پر کہی گئی ۔ نہ یہ کہ اُسکے لیے مجلس قائم کی گئی اور ہر سال دوہرائی گئی ۔

وجہ سوم قولہ خود روئے اور دوسرون کو رُلایا " مردود اور باطل ہی تین طرح سے ۔ پہلی یہ کہ عبد اللہ بن نجی نہ خود

ؔ شیعہ حضرات کا ادب اس قدر متجاوز عن الحد ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم پر درود تک نہین بھیجا جاتا ہی اور نہ آپ کا نام کچھ تعظیم سے لیا جاتا ہے ۔ بلکہ حضرت علی کا نام بہت ہی بڑھایا جاتا ہے ۔ جس سے معلوم ہوتا ہی کہ ان لوگوں کو سرور مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے متعلق محبت نہین یہ لوگ کہا د علی ہین ۱۲ محمد السورتی ۔

روئے اور نہ دوسرون کو رُلایا - دُوم یہ کہ حضرت علی بن ابی طالب نہ خود روئے نہ دوسرون کو رُلایا - تیسرے یہ کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کسی کو رُلایا اور نہ خود روئے - بلکہ بیساختہ آنسو ڈبڈبا آئے - علی ہذا القیاس جبریل علیہ السلام کا رونا کس طرح ثابت ہے - مُلّا صاحب نے دعوے کیا ہے کہ اس روایت سے ان چارون کا رونا رُلانا ثابت ہوتا ہے حالانکہ ان سب روایات سے بھی ثابت نہین ہوتا - فیا للعجب - اسی طرح کی جھوٹی باتون سے اپنے دعوے ثابت کرنا آپ لوگون کا کمال ہے ورنہ کوئی اہل عقل اسے پسند نہین کریگا -

پھر ملا صاحب لکھتے ہین "آپ کے امام ترمذی سلمی سے روایت کرتے ہین (دیکھو تاریخ الخلفا صفحہ ۱۴۵ مطبوعۂ فخر المطابع لکھنؤ) سلمی کہتے ہین کہ مین ام سلمہ کیخدمت مین حاضر ہوئی تو وہ رو رہی تھین - مین نے رونے کا سبب دریافت کیا تو کہا کہ مین نے رسول اللہ کو خواب مین دیکھا کہ اُنکے سر اور ریش مبارک پر خاک پڑی ہوئی ہے - مین نے کہا کہ یہ کیا ہے؟ تو فرمایا کہ مین شہادت گاہ حسین پر موجود تھا - اس روایت مین بھی تین ذاکر ہین - ایک سلمی صحابیہ - دوسری ام سلمہ ام المومنین - اور صحابیہ - تیسرے رسول اللہ جو خود ہی رسول ہین" (صفحہ ۱۸)

اس روایت کا ماحصل بھی وہی ہے جو پہلے معلوم ہو چکا اور یہ بات ظاہر ہو چکی کہ یہ ایک خواب ہے جس سے کچھ استدلال نہین ہو سکتا ہے - اور اگر کچھ ہو سکتا ہے تو وہ تانیس ہے یعنی محض آگاہی کے لیے ذکر کر دیا جائے - پس اُسکو ذاکریت کی دلیل بنانا سراسر غلط اور لغو ہے - نیز اس جگہ چند اغلاط ہوے ہین - اوّل - سلمی کو ذاکرہ لکھا حالانکہ وہ فقط راویہ ہین - ورنہ ترمذی وغیرہ سب کو راوی لکھنا چاہیے تھا اس لیے کہ وہ بھی اس حکایت کے راوی ہین - دُوم اس روایت کو جو خواب ہے حجّت گردانا - سوّم یہ کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ایک خواب دیکھکر اُسوقت غم ظاہر کیا اس سے ذاکر ہونا اور نوحہ و ماتم کرنا کیونکر ثابت ہوا - بلکہ یہ عام قاعدہ ہے جبکہ پراگندہ خواب دیکھا جاتا ہے تو رنج ہوتا ہے - علی ہذا القیاس یہ بھی ایک وقت رنج ہوا تھا - مگر یہ نہین جیسا کہ محبت اہل بیت کے یہ مدعی کرتے ہین - چہارم یہ کہ "شہدت قتل الحسین آنفاً" کا ترجمہ - مین شہادت گاہ حسین پر موجود تھا - صریح غلط اور بیمعنی ہے - بلکہ آنفاً کے معنی ہی حذف کر دیے - جس سے مضمون خبط ہو گیا - ٹھیک ترجمہ اس طرح ہے "مین ابھی حسین کی شہادت دیکھ آیا ہون"

لے یہان بھی بعینہٖ عربی عبارت حذف کر دی ہے ۱۲ محمد السورتی

چونکہ کلام سابق مین سوال پراگندہ حالی سے ہی اُسکا یہ جواب ہو۔ اور ایک تعجب خیز بات یہ ہو کہ باوجودیکہ حدیث ترمذی ہی اُسکو تاریخ الخلفا سے لکھا جس سے بیقاعدگی ہوئی۔

پھر ملا صاحب لکھتے ہین "آپ کے امام شافعی جو غالباً تابعی ہین یا تابع تابعین۔ بہرصورت آپ کے نزدیک مسلم الثبوت ضرور ہین۔ وہ بھی ذاکری کیا کرتے تھے۔ اور جناب امام حسین کا مرثیہ پڑھا کرتے تھے۔ جیسا کہ حافظ جمال الدین زرندی مدنی نے اپنی کتاب معراج الاصول مین لکھا ہے۔ اور ینابیع المودۃ مین شیخ سلیمان حنفی قسطنطینی نے صفحہ ۲۹۷ مطبوعہ بمبئی نقل کیا ہو کہ امام شافعی نے یہ مرثیہ نظم کرکے پڑھا۔

وممانفی نومی وشیب لمتی　　تصاریف ایام لهن خطوب

(جس نے میری نیند کھودی اور میرے بالونکو سفید کردیا وہ زمانہ کی گردشین ہین جن مین شدائد ہین)

تاوب همی والفواد کئیب　　وارق عینی والرقاد غریب

(میرا غم پھر آیا اور دل غمگین ہے جس نے میری آنکھون کو بیدار کردیا ہے اور نیند نایاب ہوگئی ہو)

تزلزلت الدنیا لآل محمد　　وکادت لهم صم الجبال تذوب

(دنیا آل محمد کی وجہ سے زلزلہ مین آگئی اور قریب ہے کہ بڑے بڑے سخت پہاڑ گھل جائین)

فمن مبلغ عن الحسین رسالة　　وان کرهتها انفس وقلوب

(کون ایسا ہو جو حسین کو میرا پیغام پہونچادے　اگرچہ لوگ اس بات کو ناپسند کرین)

قتیل بلاجرم کان قمیصه　　صبیغ بماء الارجوان خضیب

(جو بلاجرم شہید ہوے اُن کی قمیص ارغوانی رنگ مین رنگی ہوئی ہے)

فیصلی علی المختار من آل هاشم　　ویؤذی له ابن ان ذے العجیب

(تعجب کی تو یہ بات ہو کہ آل ہاشم کے مختار (نبی) پر درود بھیجا جاتا ہو اور اُنکے فرزند قتل کیا جائے)

لئن کان ذنب حب آل محمد　　فذلک ذنب لست منه اتوب

(اگر آل محمد سے محبت رکھنا گناہ ہے تو ایسا گناہ ہے جس سے توبہ نہ کرون گا)

ہم شفعائی یوم حشری وموقفی — وحبہم للشافعی ذنوب

(یہی لوگ تو میرے شفیع ہین بروز حشر اور انسے محبت رکھنا شافعی کے لیے گناہ سمجھا جاتا ہے)
ان کے بعد جس جس طبقہ مین آپ تلاش کرینگے برابر ذاکرین جناب سید الشہداء ملتے چلے جائینگے
اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ ان تمام لوگون کے مرثیون اور ذاکرون کو نقل کرنے کی وجہ سے یہ مضمون
ایک بڑی کتاب بنجائے گا تو مین ہزارون مرثیے اور سیکڑون حدیثین اور لاکھون ذاکرین صحابہ
وتابعین وتبع تابعین اور علما کے بیان بیان کردیتا۔ جن کا ذخیرہ کافی طور سے میرے پاس
موجود ہے۔ مگر سمجھنے کے لیے تو اس قدر کافی ووافی ہے۔ اور یہی کیا کم ہے کہ بڑے بڑے علما مخالف
عزا نے اس مصیبت کو اپنی اپنی کتابون مین ذکر کیا ہے۔ اور اپنا نام ذاکرین سید الشہدا کی
فہرست مین درج کرانا اپنے لیے باعث فخر سمجھتے ہین۔ مثلاً۔ بخاری۔ ترمذی۔ صاحب مشکوۃ
احمد بن حنبل۔ ثعلبی۔ بیہقی۔ سیوطی۔ ابن حجر مکی۔ اور اخطب خوارزم وغیرہ وغیرہ۔ قرن ثانی
سے لے کر آج چودھوین صدی تک و الحمد للہ علی ذلک"۔ (صفحہ ۱۹)

اس تمام طولانی تقریر سے اگر کچھ حاصل ہوسکتا ہے وہ یہی ہے کہ ملا صاحب کو تاریخ اور ادب سے کچھ مناسبت
نہین۔ جس سے وہ کچھ کا کچھ کھڈا لیتے ہین۔ نہ اصطلاحات علمیہ پر اطلاع ہے نہ علمای فریقین کی کچھ خبر۔ پھر
محض غلط سلط نام لکھدینے سے کچھ فخر نہین ہوسکتا۔ ملا صاحب نے امام شافعی رضی اللہ عنہ کو تابعی یا تبع تابعی
بتایا۔ جس شخص کو ایسے مشہور امام کی تاریخ کی بابت ایسی نادر تحقیق ہو پھر وہ ممتاز الافاضل نہو تو اور کیا ہو؟
افسوس تو اس بات پر ہے کہ ملا صاحب نے ایک بات نہ لکھی جیسا ثعلبی کو مفسر قرن اول لکھا ہے۔ کاش ملا صاحب
تاریخ الخلفا ہی پڑھ لیتے یا کم سے کم لکھتے وقت اُسکا مطالعہ فرما لیتے تو کیون اُنکو لوگ عقلمند کہتے۔ اور اُنکی یہ گت
نہ ہوتی۔

رہا ذاکری کرنا اور مرثیہ خوانی کرنا۔ یہ اہل سے بعید ہے کہ ایسی بے دلیل بات کا دعوے کرے۔ ویسے بڑے
مسلم الثبوت امام کو بدعتی بنانا چاہے۔ اگرچہ بعض بے ذوق لوگون نے ان اشعار کو امام صاحب کی طرف منسوب
کیا ہے۔ مگر نہ یہ اُنکے ہین نہ ہوسکتے ہین۔ کیونکہ اُنکے کلام کے مشابہ نہین ہین۔ اور متقدمین نے اسکو نہین نقل کیا

اور اگر ہم مان لین تو اس ذاکری پر کوئی حجت نہین ہو - اس لیے کہ یہ ایک وقت کا سانحہ ہے - اور اتفاقی امر پر کوئی دائمی دلیل قائم نہین ہو سکتی - پس یہ دعوے غلط اور بے دلیل ٹھہرا - اور ملا صاحب کا یہ کہنا کہ مین ہزارون مرثیے نقل کر دیتا اگر طول نہ ہوتا" بالکل بیمعنی ہے - اس لیے کہ جو دلیل بیان ہو چکی وہ قابل ذکر نہ تھی - پھر جسے ذکر نہین کیا ہے خدا جانے وہ کس قدر لغو ہوگی - اور فی الحقیقت اگر غور کیا جائے تو واضح ہو جائیگا کہ جملہ دلائل ملا صاحب کے ایسے ہی پوچ اور بیمعنی ہین - اور ذاکری و مرثیہ خوانی مروّج کو کسی نظم و نثر مین بجز ذکر شہادت ہونے سے ثابت کیا چاہتے ہین جو بالکل بیجا اور فضول کٹ حجتی ہے - اگر اُنکو دلیل مل سکتی ہے (اور ہرگز نہین مل سکتی) تو اُن کو اپنے مدعا کے مطابق صاف صاف دلیل مروّج ذاکری کی ایک ہی دلیل پیش کرین اور وہ شریعت سے اُسپر دلیل قائم ہو - ورنہ کسی غیر کا فعل حجت نہین

قولہٗ "یہ تو دلائل نقلی تھے جن سے معلوم ہو سکتا ہے کہ کس درجہ ذکر مصائب امام حسین ممدوح ہے - آپ تو بدعت فرماتے تھے یہان اُسکا سنت ہونا ثابت ہو گیا"

ملا صاحب نے کوئی دلیل سنت ہونے کی ذکر نہ کی اور جھٹ سنت ہونے کا دعوے کر دیا - بھلا یہ بھی اہل علم کی شان ہے اور کیا اسی کو دلیل کہتے ہین؟ کہ چند خواب یا قصے کہانیان نقل کر کے کسی چیز کو سنت کہ دیا - اگر اسی کا نام سنت ہے تو پھر دنیا مین کوئی شے بمشکل بدعت ہوگی - ایسی سنت شیعہ حضرات کو مبارک رہے جو اپنے ائمہ کی طرف جو بات چاہتے ہین منسوب کر دیتے ہین - چنانچہ ہشام نے مسالۂ تجسیم کو اہل بیت کی طرف منسوب کیا - اور اُسپر ائمۂ اہل بیت نے بقص کافی و کشی وغیرہ تبرا کیا - پس اسے بھی سنت کہنا اور تجسیم خدا کا (شیعون کو) قائل ہونا چاہیے - بلکہ یہ اُس سے صاف ہے -

قولہٗ "اور اگر انکے علاوہ عقلی کی طرف بھی رجوع کیجیے تو اسکا حسن آپ کو کما حقہٗ معلوم ہو سکیگا لیکن بغض اہل بیت کی وجہ سے اُنکے محاسن بھی آپ کو برے معلوم ہون - کیونکہ معلوم ہے

ع ولکن عین السخط تبدی المساویا - بااینہمہ مختصراً اسکی خوبی تو اسی سے ثابت ہو سکتی ہے کہ وہ جذب مقناطیسی اور ایسی برقی قوت ہے جس نے ایک نہایت ضعیف و کمزور فرقہ کے جسم مردہ مین جان ڈال دی اسے جاہل سے عالم بنا دیا اسکے اخلاق کی اصلاح کر دی - اُسکے تمدن کو ٹھیک کر دیا

اُس کے قوائے روحانیہ کو بڑھا دیا - اُسکی معاش و معاد کو درست کر دیا - سب سے بڑھکر یہ ہے کہ اُسے خدائے جل جلالہ اور اُسکے حجاب قدرت تک پہونچا دیا - جس سے بالاتر کوئی غرض ممکن ہی نہین - کیونکہ دہریون سے میری گفتگو نہین ہے - بلکہ اُن لوگون سے ہے جو خدا کو مانتے اُسکی عبادت کرتے اور اُسکے قرب کو غایت وجود سمجھتے ہین - پس جو امر ایسا ہو کہ خدا تک پہونچا دے اور مدارج عالیہ اخرویہ پر فائز کرے اُسے اگر عبادت نہ کہین تو اور کیا کہین گے - جس طرح نماز باقاعدہ روزہ صحیح - حج باترتیب - زکوٰۃ خلوص - جہاد فی سبیل اللہ - کا یہ اثر ہے کہ آدمی کو عذاب آخرت سے نجات دلواتا اور ساحت قرب ایزدی تک پہونچا دیتا ہے اسی طرح ذکر مصائب سید الشہداء بھی لہذا اُسے بھی عبادت ہی ہونا چاہیے" (صفحہ ۲۰)

یہ تمام تقریر ایک بے فائدہ اور لچر بکواس ہے - ماحصل کچھ بھی نہین - ملا صاحب نے چند الفاظ یاد کر لیے ہین جسے اول سے آخر تک رٹے جاتے ہین - مگر قول شاعر کا خیال نہین کرتے -

ومن جہلت نفسہ قدرہ    راے غیرہ منہ ما لا یرے

ممتاز الافاضل صاحب! آپ کو دلائل نقلی موافق مدعا کب ملے تھے جو عقلی دلائل پر آپ زور لگانے لگے - اور جس شخص کو نقلی دلائل مین اسقدر قلق اور اضطراب ہو کہ کہین کچھ کہدے اور دلیل کچھ لاوے - وہ عقلی دلائل کیا سمجھ سکتا ہے -

اب اگر غور سے دیکھا جائے تو آپ یہ چند فوائد بتلاتے ہین - (۱) تعزیہ سے مُردہ دل زندہ اور بُزدل بہادر ہوجاتا ہے - (۲) جاہل عالم بنجاتا ہے - (۳) تعزیہ مصلح اخلاق ہے - (۴) تعزیہ تمدن پیدا کرتا ہے (۵) تعزیہ قوائے روحانیہ کو بڑھاتا ہے - (۶) تعزیہ معاش و معاد کو درست کرتا ہے - (۷) تعزیہ خدا سے ملاتا ہے - (۸) تعزیہ بھی مثل فرائض دینیہ ایک عبادت ہے - وغیرہ وغیرہ -

ملا صاحب نے جو یہ عقلی فوائد بتائے ہین - کاش اِن مین سے ایک بھی کسی عزاپرست کو نصیب ہوتا - بخلاف اسکے ملا صاحب کا ظاہر کلام اس بات پر دال ہے کہ تعزیہ بھی ایک چھوٹا سا خدا ہے جو جاہل کو عالم اور عالم کو جاہل بنا سکتا ہے اور یہ سب امور کر سکتا ہے - حالانکہ جس قدر بزدلی عزاپرستون مین من الابتداء الی الانتہاء ہے اور رہیگی اُسکی حد نہین -

اظہر من الشمس ہی کہ تقیہ کی سی دلیل کے ہوتے ہوے اور کسی شی کی کیا ضرورت ہی۔ نمبر اول مین جو لکھا ہی کہ نہایت ضعیف اور کمزور فرقہ الخ یہان تک تو ٹھیک تھا کہ اسکو کمزور اور ضعیف اور مردہ لکھا جاتا۔ مگر جان ڈالدینا قرین قیاس نہین ہی اسلیے کہ تعزیہ خود غیر زندہ اور مردہ ہی۔ یا غیر زندہ کے لیے کیا جاتا ہی۔ پس اسکا دوسرے کو زندہ کرنا اور خود ضعیف ہکر دوسرے کو قوی کرنا عقلاً محال ہی۔ او خویشتن گم ست کرا رہبری کند۔ اور اس فرقہ کو زندہ کرنے کے یہی معنی ہوے کہ تقیہ جو اسوقت امام شہید پر بموجب روایات شیعہ فرض و واجب تھا۔ نہ کیا گیا۔ اور خود انھین تعزیہ پرستون نے انکو قتل کیا جیسا کہ حضرت سید الساجدین نے اقرار کیا ہی

اس تعزیہ کی قوت یہی ہی کہ ہمیشہ فساد پھیلاوے۔ اور سال بھر کی کمائی غربا کی کاغذ و اصنام تراشی مین خرچ کرائے۔ اس تعزیہ کا زندہ کرنا یہ ہی کہ مردہ دل کرے۔ اور کپڑے نچوائے۔ سینہ پٹوائے۔ زنجیرین لگوائے بھوکا رکھے۔ نوحہ کرائے۔ بے حیا بنوائے۔ وغیرہ۔

نمبر دوم پر جو لکھا ہی کہ جاہل کو عالم بنا دیا" یہ بھی ایک مضحکہ ہی۔ شاید ملا صاحب نے مضمون مقلوب کر دیا ہو (تقیۃً) اور فی الحقیقت اس طرح ہو کہ "عالم کو جاہل بنا دیا" اس واسطے کہ تعزیہ پرستی سے عالم جاہل بنتے ہین نہ بالعکس۔ اسکی صاف دلیل یہ ہی کہ جتنے عزا پرست دیکھے گئے اور جتنے ذاکر۔ وہ سب ماشاء اللہ ممتاز الافاضل ہی ہوتے ہین۔ اور بہت کم اہل علم ایسی مجلسون سے انس رکھتے ہین۔ نیز عالم بنانے کی یہی دلیل ہی کہ سینہ پیٹے اور کچھ فحش الفاظ زبان سے نکالے اور ہر علم خیر سے بے بہرہ ہو۔ خصوصاً بھانڈ کے علم مین بڑا اشتاق ہونا اسی تعزیہ سے حاصل ہوتا ہی۔ اور تعزیہ کا مصلح اخلاق ہونا بھی ماقبل سے معلوم ہو گیا۔ اسلیے کہ جس سے علم فحش حاصل ہو وہ ضرور مصلح اخلاق ہی۔ کیونکہ گمراہ کرنا بھی تقیۃً جائز ہی۔ علی ہذا القیاس تمدن وغیرہ پیدا کرنا تعزیہ ہی کی بدولت ہی جسمین بُت تراشے جاتے ہین۔ ہزارون لاکھون کی رقم خرچ کیجاتی ہی۔ جو بجاے اسکے کہ کسی غریب کا بھلا ہو۔ بیکار اور لغو ہوتی ہی۔ اور اسی طرح کا تمدن یہ ہوتا ہی کہ شرابی بلائے جاتے ہین۔ جو رونے پیٹنے مین مدد دین۔ جھوٹھ موٹھ اور مکر و فریب سے بدن پر زنجیرین ماری جاتی ہین۔ چاقو وغیرہ سے خون نکالا جاتا ہی۔ یہی تمدن ہی۔ نہ لوگون کی شرم ہی نہ خدا کا خوف۔

رہا اس بدعت سیئہ کو عبادت شمار کرنا۔ یہ ملا فاضل صاحب کو اختیار ہی۔ چاہے جسے عبادت بتائین۔

عن ابی جعفر علیہ السلام قال سالتہ عن الخنفساء یقع فی الماء اتیوضأ منہ قال نعم لاباس بہ قلت فالعقرب قال ارقہ فالوجہ فی ہذا
الخبر فیما یتعلق بالامر باراقۃ ما یقع
فیہ العقرب ان نحملہ علی الاستحباب
دون الحظر والایجاب و ما رواہ
محمد بن احمد بن یحیی عن محمد بن
عبد الحمید عن یونس بن یعقوب
عن منہال قال قلت لابی
عبد اللہ علیہ السلام العقرب
تخرج من البئر میتۃ قال
استق عشر دلاء قال قلت
فغیرہا من الجیف قال
کلہا سواء الا جیفۃ قد اجیفت
فان کان جیفۃ قد اجیفت
فاستق منہا مائۃ دلو فان غلب
علیہ الریح بعد مائۃ دلو فانزحہا
کلہا فالوجہ فی ہذا الخبر ایضا
ضرب من الاستحباب دون
الایجاب باب الماء المستعمل
اخبرنی الشیخ ابو عبد اللہ عن
ابی القاسم جعفر بن محمد بن
قولویہ عن ابیہ عن سعد بن عبد اللہ عن الحسن بن علی عن احمد بن ہلال عن الحسن بن محبوب عن عبد اللہ بن سنان عن

انھون نے ابو جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہو ابو بصیر کہتے تھے مین نے امام ممدوح سے خنفسا کی بابت پوچھا کہ وہ پانی مین گر جائے تو کیا اُس پانی سے وضو کیا جائے؟ امام نے فرمایا ہان کچھ مضائقہ نہین۔ مین نے کہا بچھو (اگر پانی مین گر جائے) امام نے فرمایا اس (پانی) کو پھینکدو۔

پس مطلب اس حدیث کا یہ ہی کہ ہم اسکو[1] استحباب پر محمول کرین نہ ممانعت یا وجوب لیکن وہ حدیث جو محمد بن احمد بن یحیی نے محمد بن عبد الحمید سے اُنھون نے یونس بن یعقوب سے اُنھون نے منہال سے روایت کی ہو کہ وہ کہتے تھے مین نے امام ابو عبد اللہ علیہ السلام سے پوچھا کہ بچھو مرا ہوا کنوین سے نکلے (تو کیا کیا جائے) امام نے فرمایا کہ اُس کنوین سے دس ڈول نکال لو۔ منہال کہتے ہین مین نے کہا کہ اور کوئی مردار (کنوئین سے نکلا) ہو تو امام نے فرمایا کہ مردار مردار سب برابر سوا اُس مردار کے جو سڑ گیا ہو پس اگر مردار سڑ گیا ہو تو اُس (کے گرنے) سے سو ڈول نکالنا چاہیے اگر سو ڈول کے بعد بھی بدبو پانی پر غالب ہو تو کل پانی نکال ڈالو۔ پس مطلب اس حدیث کا بھی یہ ہی کہ یہ حکم بطور[2] استحباب کے ہی نہ بطور وجوب کے۔

**باب** (مستعمل پانی کا بیان) مجھے شیخ ابو عبد اللہ نے ابو القاسم یعنی جعفر بن محمد بن قولویہ سے انھون نے اپنے والد سے اُنھون نے سعد بن عبد اللہ سے انھون نے حسن علی سے انھون نے احمد بن ہلال سے اُنھون نے حسن بن محبوب سے انھون نے عبد اللہ بن سنان سے اُنھون نے

[1] یعنی بچھو والے پانی کے پھینکدینے کا حکم بطور استحباب کے ہی ۱۲۔

[2] اس حدیث کے احکام کا استحباب پر محمول کرنا بالکل خلاف ظاہر ہی کما لا یخفی ۱۲۔

ابی عبد اللہ علیہ السلام قال لا باس بان یتوضأ بالماء المستعمل و قال الماء الذی یغسل بہ الثوب او یغتسل بہ الرجل من الجنابۃ لا یجوز
ان یتوضأ منہ و اشباہہ و اما
الذی یتوضأ بہ الرجل فیغسل بہ
وجہہ و یدہ فی شیٔ نظیف فلا باس
ان یاخذہ غیرہ و یتوضأ بہ
و اما ما رواہ الحسین بن سعید
عن ابن سنان عن ابن
مسکان قال حدثنی صاحب
لی ثقۃ انہ سأل ابا عبد اللہ
علیہ السلام عن الرجل ینتہی
الی الماء القلیل فی الطریق
فیرید ان یغتسل و لیس معہ اناء
و الماء فی وہدۃ فان ہو
اغتسل رجع غسلہ فی الماء
کیف یصنع قال ینضح بکف
بین یدیہ و کفا من خلفہ و کفا
عن یمینہ و کفا عن شمالہ ثم
یغتسل فلا ینافی الخبر الاول
فانہ یجوز ان یکون المراد بالغسل
ہہنا غیر غسل الجنابۃ من الاغسال
المسنونات لان الذی لا یجوز استعمال ما اغتسل بہ اذا کان الغسل الجنابۃ فاما اذا کان مسنونا فذلک یجری مجری الوضوء و یجوز ان

ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ انھون نے فرمایا کچھ حرج نہین اگر مستعمل پانی سے وضو کیا جائے اور فرمایا کہ جس پانی سے کپڑا دھویا جائے یا کوئی مرد اُس سے غسل جنابت کرے اُس پانی سے اور اُسکے مثل پانی سے وضو درست نہین لیکن جس پانی سے کوئی آدمی وضو کرے اور کسی صاف برتن مین منہ ہاتھ دھوئے پس کچھ حرج نہین کہ کوئی دوسرا آدمی اُسکو لیکر اُس سے وضو کرے۔ لیکن وہ روایت جو حسین بن سعید نے ابن سنان سے اُنھون نے ابن مسکان سے روایت کی ہے کہ اُنھون نے کہا مجھسے میرے ایک معتبر دوست نے بیان کیا کہ اُسنے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے پوچھا کہ کوئی شخص قلیل پانی راستہ مین پائے اور غسل کرنے کا ارادہ کرے اور اُسکے پاس کوئی برتن نہو اور پانی گڑھے مین بھرا ہو کہ اگر وہ غسل کرتا ہی تو اُسکے غسل کا پانی پھر اُسی گڑھے مین لوٹ جاتا ہی تو وہ کیا کرے۔ امام نے فرمایا کہ ایک چُلو پانی آگے چھڑک لے ایک پیچھے ایک داہنی جانب ایک بائین جانب پھر غسل کرے"

پس یہ حدیث منافی پہلی حدیثون کے نہین ہی۔ کیونکہ ممکن ہی کہ مراد اس غسل سے غسل جنابت نہ ہو بلکہ اور کوئی غسل مسنون مراد ہو[۱]۔ کیونکہ استعمال اُس غسل کے پانی کا ناجائز ہے جو غسل جنابت کا ہو لیکن جو غسل مسنون ہو وہ قائم مقام وضو کا ہی اور ممکن ہے کہ

[۱] اس تاویل مین بدو وجہ کلام ہی۔ اوّل یہ کہ کوئی قرینہ ایسا نہین ہی جس سے غسل جنابت مراد لیا جائے غسل غیر جنابت ہوتا تو سائل کو پوچھنے ہی کی کیا ضرورت تھی۔ دوسرے یہ کہ اگر غسل جنابت مراد بھی لیا جائے تو مسنون کی قید کے بیکار ہونے مین کوئی کلام ہی نہین ہو سکتا ۱۲

یکون ہذا مختصا بحال الاضطرار ولابد ایضاً ان یکون مختصا بمن لیس علی بدنہ شئی من النجاسۃ لانہ لو کان ہناک نجاسۃ لنجس

الماء ولم یجز استعمالہ علی حال
والذی یدل علی انہ مخصوص
بحال الاضطرار ما رواہ محمد
بن احمد عن موسی بن القاسم
البجلی و ابی قتادہ عن علی بن
جعفر عن ابی الحسن الاول
علیہ السلام قال سألتہ عن
الرجل یصیب الماء فی
ساقیۃ او مستنقع ایغتسل من
الجنابۃ او یتوضأ منہ للصلوۃ
اذا کان لا یجد غیرہ والماء
لا یبلغ صاعا للجنابۃ ولا مدا
للوضوء وہو متفرق فکیف
یصنع وہو یتخوف ان یکون
السباع قد شربت منہ
فقال اذا کانت یدہ نظیفۃ
فلیأخذ کفا من الماء بید واحدۃ
ولینضحہ خلفہ وکفا امامہ وکفا
عن یمینہ وکفا عن شمالہ فان

یہ حدیث حالت مجبوری کے لیے ہو۔ اور یہ بھی ضروری ہی کہ یہ حدیث اُنلوگونکے ساتھ مخصوص ہو جن کے بدن پر کوئی نجاست نہ ہو کیونکہ اگر اُسکے جسم پر کوئی نجاست ہوگی تو پانی نجس ہو جائے گا۔ اور اُسکا استعمال کسی حال مین جائز نہ ہوگا۔ اور اس بات کی دلیل کہ یہ حدیث حالت مجبوری کے ساتھ مخصوص ہی وہ حدیث ہی کہ جو محمد بن احمد نے موسی بن قاسم بجلی سے اور ابو قتادہ سے اُنھون نے علی بن جعفر سے اُنھون نے ابو الحسن اوّل علیہ السلام سے روایت کی ہی کہتے تھے کہ مین نے امام ممدوح سے پوچھا اگر کسی شخص کو کسی حوض یا گڑھے مین پانی ملے تو کیا وہ غسل جنابت کرے یا نماز کا وضو اُس پانی سے کرے۔ مگر غسل کرتا ہی تو وہ پانی بقدر ایک صاع کے نہین ہی اور وضو کرتا ہی تو وہ پانی بقدر ایک مُد کے نہین ہی۔ اور پانی متفرق ہی پس وہ شخص کیا کرے۔ اور اُسکو اندیشہ بھی ہی کہ اس پانی کو درندون نے پیا ہوگا۔ امام نے فرمایا کہ اگر ہاتھ اُسکا پاک ہو تو ایک ہاتھ سے ایک چُلّو پانی لے اور اُسکو اپنے پیچھے ڈال لے اور ایک چُلّو آگے ڈال لے اور ایک چُلّو داہنی جانب اور ایک چُلّو بائین جانب۔ پھر اُسکو خیال پیدا ہو کہ پانی کافی ہوگا تو اپنا سر تین مرتبہ دھو ڈالے اور اپنے جسم پر مسح[۵] کرے۔ یہی اُسکو کافی ہی اور اگر وضو کرنا ہو تو منہ دھو لے اور ہاتھون پر کہنیون تک اور سر کا مسح کرے اور پیرون کا مسح کرے اور اگر پانی متفرق ہو اور اُسکے یکجا کرنے پر قادر ہو تو بہتر ورنہ مقام سے پانی لیکر غسل کرے اور اگر سب پانی ایک ہی مقام مین ہو مگر قلیل ہو کہ

۵ غسل کیلیے بھی مسح کافی ہو گیا۔ اب اس مسح سے کیا مراد ہی اگر غسل خفیف مراد ہی تو وجہ یہ کہ جن احادیث مین پیرون کے مسح کا ذکر ہی وہان بھی غسل خفیف مراد نہ لیا جائے ۱۲

کفی ولا [illegible] غسل راسہ ثلث مرات ثم مسح جلدہ بیدہ فان ذلک یجزیہ وان کان الوضوء غسل وجہہ ومسح یدہ علی ذراعیہ ورأسہ

او رجليه ان كان الماء متفرقا وقدر ان يجمعه والا اغتسل من هذا ومن هذا فان كان في مكان واحد وهو قليل لا يكفيه لغسله فلا
عليه ان يغتسل ويرجع الماء فيه
فان ذلك يجزيه باب الماء يقع
فيه شيء ينجسه ويستعمل في العجين
وغيره اخبرني الحسين بن عبيد الله
عن محمد بن احمد بن يحيى عن ابيه
عن محمد بن علي بن محبوب عن
موسى بن عمر عن احمد بن الحسن
الميثمي عن احمد بن محمد بن عبد الله
ابن الزبير قال سألت ابا عبد الله
عليه السلام عن البئر يقع فيه
الفارة او غيرها من الدواب
فيموت فيعجن من مائها أيؤكل
ذلك الخبز قال اذا اصابته النار
فلا بأس باكله وعنه عن محمد
بن الحسين عن محمد بن ابي عمير
عمن رواه عن ابي عبد الله عليه
السلام في عجين عجن وخبز ثم
علم ان الماء فيه ميتة قال لا
بأس اكلت النار ما فيه فاما ما رواه
محمد بن علي بن محبوب عن محمد بن الحسين عن ابن ابي عمير عن بعض اصحابنا وما احسبه الا حفص بن البختري قال قيل لابي عبد الله

اُس کے غسل کے لیے کافی نہ ہو تو کچھ حرج نہیں اگر وہ غسل کرے اور غسل کا پانی
لوٹ کر پھر اُسی مقام میں جائے - کیونکہ یہی اسکے لیے کافی ہے -

باب پانی میں کوئی شے جو اسکو نجس کر دے گر پڑے اور وہ پانی خمیر وغیرہ میں
استعمال کیا جائے (تو کیا کیا جائے) مجھے حسین بن عبداللہ نے محمد بن احمد بن یحیی
سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے محمد بن علی بن محبوب سے انھوں نے موسی
بن عمر سے انھوں نے احمد بن حسن میثمی سے انھوں نے احمد بن محمد بن عبداللہ
ابن زبیر سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے کنوئیں
کی بابت پوچھا کہ اُس میں چوہیا وغیرہ گر پڑے اور مر جائے پھر اس پانی سے آٹا
خمیر کیا جائے - تو کیا اس خمیر کی روٹی کھائی جائے؟ امام نے فرمایا جب اُسکو آگ
پہونچ چکی تو اُسکے کھانے میں کچھ مضائقہ نہیں - نیز حسین بن عبداللہ سے مروی
ہے وہ محمد بن حسین سے وہ محمد بن ابی عمیر سے وہ اپنے اُستاد سے وہ ابو عبداللہ
علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ خمیر گوندھا گیا اور روٹی پکائی گئی پھر معلوم ہوا کہ
جس پانی سے خمیر کیا گیا تھا اُسمیں مُردار تھا - امام نے فرمایا کچھ حرج نہیں آگ نے
اُس نجاست کو جو اُسمیں تھی کھا لیا [۵] -

لیکن وہ روایت جو محمد بن علی بن محبوب نے محمد بن حس[illegible]
اُنھوں نے ہمارے بعض اصحاب سے جنکا نام میں حف[illegible]
کی ہے کہ انھوں نے [illegible]

۵ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ چاہے کیسی ہی نجاست آٹے میں ملجائے روٹی جسوقت پکجائیگی
پاک ہوجائیگی ہمیں لوگوں نے یہ استنباط کیا ہے کہ شراب میں گوندھے ہوئے آٹے کی روٹی حلال ہے ۱۲

# مضمون نگاری کے قواعد

مضمون نگارون کی بہت ضرورت ہی مگر النجم کی مضمون نگاری کے لیے حسب ذیل قواعد کی پابندی
ی ہو جان قواعد کی پابندی نہو نگے جن صاحب کا مضمون درج نہو وہ براہ کرم معاف فرمائین اور عدم اندراج
ی مین بھی دفتر کا عزیز وقت نہ ضائع ہونا چاہیے نہ مضمون کی واپسی کا۔ صرف دفتر کے ذمہ رہنا چاہیے۔

## وہ قواعد یہ ہین

مضمون علمی یا مذہبی ہو اور مضمون نگار اُس بحث مین کافی واقفیت و مہارت رکھتا ہو

مضامین فرق مخالفہ کے رد مین ہون اُنمین تحقیق والزام دونون چیزون سے کام لیا گیا ہو۔ اور
م مین مخالف کے مذہب پر پوری اطلاع کا ثبوت ملے تہذیب و متانت کا پورا لحاظ ہو گا یون
واب بھی دعا و ثنا کے ساتھ ہو اور مضمون نگار اسکا بھی ملتزم ہو کہ مخالف کے جواب الجواب کا
سلہ جب تک چلے اپنا قلم نہ روکے۔

رت مین گنجلک اور طول بالکل نہو صاف سلیس اُردو ہو۔ عربی فارسی کی عبارتین اگر منقول ہون تو اُنکا ترجمہ بھی حاشیہ پر ہو
صاف ہو کہ پڑھنے والے کو کسی مقام پر اشتباہ نہ پیدا ہو۔

مون النجم کے موجودہ پیمانہ پر آٹھ صفحہ سے زائد نہو کبھی کبھی کسی اشد ضروری مضمون کو سوا صفحہ تک دیے جا سکتے ہین
مون نگار صاحبان دفتر ہذا سے کسی صلہ و معاوضہ کے آرزومند نہ ہون۔ ان اجرھم الا علی اللہ۔

صاحب کا مضمون پسند آ جائیگا اور وہ ہر ماہ مین ایک مضمون دینے کا وعدہ کرینگے تو اُنکے نام النجم ہدیۃً
ری کر دیا جائیگا اور انعامی کتابین جو خریداران النجم کے لیے تجویز ہو کرینگی اُنکو بھی ملتی رہینگی۔

ضمون حسن و افادہ کی اس حد مین آ جائیگا جسکا اعلان پشت صفحہ ہذا پر ہی اُسکے لکھنے والے کو ہر فروخت
یت کا خمس بذریعہ منی آرڈر (نہ بہ نیت معاوضہ) بھیجدیا جایا کریگا۔

کسی صاحب کی نظر سے مخالف کا کوئی مضمون جو اسلام پر حملہ آور ہو گذرے اور وہ قابلیت یا
ت نہ رکھتے ہون تو اس مضمون کو بعینہ یا اگر انگریزی زبان مین ہو تو مع ترجمہ کے دفتر ہذا
بھیجدین۔

ضمون زاید از زاید ایک ماہ کے اندر ہی اندر اُسکی ضرورت کو ملحوظ رکھکر شائع ہو جائیگا۔ اور اگر
ی عائق قوی پیش آ جائیگا تو مضمون نگار کو اطلاع دیجائیگی۔

# التماس ضروری

جسوقت سے النجم موجودہ پیمانہ پر آیا ہے تمام مضامین کی عمدگی کا
لحاظ پہلے سے بہت زیادہ کیا گیا ہے اور اسکے لیے غیر معمولی اہتمام ہوا ہی
لہذا جن ناظرین کو خدا نے کچھ مقدرت دی ہو اور وہ اپنے بھائیون کو علمی و مذہبی
فوائد پہونچانا چاہین اُنکی خدمت مین گزارش ہے کہ جب کوئی مضمون النجم کا حسن
خوبی کی اس حد تک پہونچ جائے کہ عام طور پر لوگون کو اس سے باخبر بنانا مفید سمجھا جائے تو
حضرات اس مضمون کی علیحدہ کاپیان بصورت رسالہ کے دفتر النجم سے خرید کر مواقع ضرورت مین تقسیم
کرو ین ایسے مضامین کی بابت اکثر و بیشتر خود ہی دفتر النجم سے ناظرین کی خدمت مین سفارش کر دی
جایا کریگی ایسے مضامین کے رسالے (بہ نیت مذکور خریدنے والون کو) فی روپیہ ۶۴ جز کے حساب
سے دیے جایا کرینگے کم از کم عہ کے اور زیادہ سے زیادہ جسقدر مطلوب ہون خرید کیجیے اور اپنے
بھائیون مین تقسیم کر دیجیے مگر جب ایسا ارادہ کسی مضمون کی نسبت ہو تو تاریخ اشاعت
سے دو ہفتہ کے اندر اندر جس قدر رسائل مطلوب ہون اُنکی قیمت
بذریعۂ منی آڈر بھیجکر دفتر سے طلب کر لینا چاہیے۔

الملتمس

منیجر دفتر النجم لکھنؤ پاٹانالہ